



ماہنامہ  
فِکْر مُسْتَقِيمٰ

شمارہ نمبر: 1 ربیع الاول 1446ھ / جنوری 2025ء، جلد نمبر: 12

# عیدِ مُحْصُومیت کی حقیقت

نواز شاہ معلج النبی

مشاهدات معلج صطفیٰ

ملفوظات اکابر العلماء

واثقان منہبہ محارب کی دینی ذمہ داریاں

النبی الائی کا انفراد  
میں شرکت کیوں ضروری ہے

اسلامی خواتین پر احسان

عوام اہل سنت کی نجیر خواہی  
اور کنڑ العلماء

ڈاکٹر محمد اشرف اصف جلالی



Dr. Muhammad Ashraf Asif Jalali

Managed by Tawheed TV

# منابع فکر

بہہنا

خوشبوئے مجدد الف ثانی شیر ربانی  
حضرت میاں شیر محمد شریف پوری

عُنْوان

مجد و دین ملت امام علم و حکمت

قِوَّۃ

حضرت امام رضا خان قادری

فِجْلَان

خواجہ خواجه گان آفتاب ولایت  
حضرت پیغمبر و ولیٰ کائن شاہ نخاماں

فِیضَا

محمد درار احمد قادری

روحِ بُرْقَان

پیغمبر اسلام شاہ لقشیدی

ارشاد

قائد امہنت امام عربیت حضرت  
علامہ شاہ حمزہ رانی صدقی

فراست

غمائی زمال رازی ذوالشیخ الحدیث  
پیر کریم حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی

دلائیل

ام المحدثین اسٹاد نجاح حضرت  
علامہ عطاء محمد بن سید رأوفی

روایت

مولانا استاذ الائمه برکۃ الحضرت علامہ جوہر اللہ  
حضرت مولانا ارشاد رکنی

الجائز

استاذ احمد بن عاصم، بحر العلوم مفسر قرآن  
حضرت علامہ الحکیم محمد البغدادی

روایت

پیر القیۃ حضرت احمد بن حنبل، علامہ جوہر اللہ  
حضرت عطاء محمد بن سید رأوفی

اصلاح عقائد اصلاح اعمال، اصلاح معاملات اور اصلاح نظام کی خاطر اہل سنت و جماعت کا ترجیح

بیان و فیضان نظر

شیخ الحدیثین امام العصر حضرت، علامہ فاضل

پیر سید محمد حبیل الدین شاہ قاری پیغمبر

فاضل شاہ نقشبندی

جامعہ محمدیہ نورت فتویٰ مصباحی شریف مفتی مفتی بہاء الدین

بیان و فیضان نظر

ماہنامہ صراط مستقیم

فاضل شاہ نقشبندی

فاضل شاہ نقشبندی

شمارہ نمبر 01 رب المجب 1446ھ / نومبر 2025ء جلد نمبر 12

مفتی محمد عابذی جلالی

ڈاکٹر محمد اشرف اصف جلالی

سر را ہے تحریک یا بیک یا رسول اللہ تحریک صراط مستقیم

میراں

ناجی مدیر

مدیر مسئول

میگنگ ڈائریکٹر

صاحب

علامہ محمد صدیق مصطفیٰ جلالی

ڈاکٹر محمد شاہد عمران جلالی

مفتی محمد صمام مجیدی

محمد رضاۓ رازی

مولانا محمد محسن گیلانی

مولانا نور محمد ثانی

مولانا ساجد اقبال جلالی

مولانا محمد ابراہیم جلالی

مراسلت و ترسیل کا پتہ

مرکز صراط مستقیم، جلالی سٹریٹ

فیز ۱۱۱، تاج مانگ لاہور

0303-4454536

0302-5850389

0301-4743845

0321-1880888

صراط مستقیم پبلیکیشنز-5 مرکزاً ویس در بار مارکیٹ لاہور۔ 04237115771

مقام اشتافت  
ملنے کا پتہ

قیمت فی شمارہ: 70 روپے

سالانہ: 1500 روپے بمع ڈاک خرچ

YOUTUBE

Dr Muhammad Ashraf Asif Jalali

## آئینہِ فکرِ مستقیم

نمبر شمار	نشان منزل	شرکائے سفر	منزلیں	صفحہ نمبر
1	اداریہ	مولانا اکٹھ محمد اشرف آصف جلالی صاحب	عقیدہ مصومیت کی حقیقت	3
2	خوبصورت قرآن	مولانا سید محمد ابو بکر عمار شاہ جلالی صاحب	شانِ معراج کا تذکرہ	6
3	خوبصورت حدیث	مولانا مفتی محمد صوصام مجددی جلالی صاحب	وارثان منبر و محراب کی دینی ذمہ داریاں	8
4	کاروانِ حقیقت	مولانا اکٹھ محمد اشرف آصف جلالی صاحب	نوازشاتِ معراج النبی ﷺ	10
5	کاروانِ حق	مولانا اکٹھ محمد رضا المصطفیٰ قادری صاحب	ملفوظاتِ کنزِ العلماء	23
6	کاروانِ عشق	مولانا مفتی محمد ابراہیم جلالی صاحب	النبی الامی کا انفرس میں شرکت کیوں ضروری ہے؟	25
7	کاروانِ محبت	مولانا مفتی محمد ابراہیم جلالی صاحب	بیت نامہ اور صحیح شام کے اوراد و وظائف	26
	کاروانِ تحقیق	مولانا مفتی محمد صوصام مجددی جلالی صاحب	مشاهداتِ معراج النبی ﷺ	28
	کاروانِ عقیدت	مولانا مفتی محمد عمران رضا جلالی صاحب	عوام اہل سنت کی خیرخواہی اور کنزِ العلماء	31
	کاروانِ فضیلت	مولانا مفتی محمد اکمل قادری جلالی	ماہ رجب الموجب کے فضائل و مسائل	34
	کاروانِ اصلاح	ام الشفاعة بہت اختر	اسلام کے عورتوں پر احسانات	38

# ادارے عقیدہ مصوصیت کی حقیقت

مذہب اعلیٰ حکماء



نوٹ: ”عقیدہ مصوصیت کی حقیقت“ جولائی 2020ء کے ماہنامہ فکر مُستقیم لاہور میں چھپ چکا ہے۔ جس کی وجہ سے عقیدہ مصوصیت سے نا آشنا لوگوں کی اصلاح ہوئی اور وہ راست پہ آگئے۔ لیکن آج دوبارہ کچھ ناہنجار لوگ اس عقیدہ مصوصیت کو اچھال رہے ہیں اور قبلہ کنز العلماء کی شخصیت پر زبان درازی کر رہے ہیں جبکہ آپ نے تو اس مسئلہ کی حقیقت کو پانچ، چھ سال پہلے ہی بیان کر دیا تھا۔ ایسے لوگوں کے ایمان بچانے کے لئے اور عقیدہ مصوصیت کی حفاظت کے لئے اس مضمون ”عقیدہ مصوصیت کی حقیقت“ کو دوبارہ قارئین کی نظر کیا جا رہا ہے۔

ایسے حالات میں ان لوگوں کے خلاف نہ تو حکومت کی طرف سے کوئی ایکشن لیا گیا اور نہ ہی کسی تنظیم یا کسی فورم سے کوئی قابل ذکر جواب دیا گیا۔ جبکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت پر حملہ پھٹ ایک شخص پر حملہ نہیں بلکہ پورے دین اسلام اور آپ کے جمع کردہ قرآن پر ہے چنانچہ بندہ ناجائز نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفاع کے ذمے بھر پور کردار ادا کرنے کا عزم سعیم کر لیا چنانچہ بندہ ناجائز نے 23 فروری 2020ء کو بعد از نماز عشاء مرکز صراطِ مستقیم تاج باغ لاہور میں تاریخی ”عدالت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیمینار“ کا انعقاد کیا۔ جس میں شرکاء کے جمع غیر میں بندہ ناجائز نے تقریباً سات (7) گھنٹے کی گفتگو میں قرآن و سنت کے قطعی دلائل سے یہ ثابت کیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغ فڈک کے بارے میں فیصلہ قرآن و سنت کے عین مطابق اور مبنی بر انصاف تھا۔ جس کی تمام اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی تائید کی تھی۔ اس کے بعد 28 فروری 2020ء کو موضع کریانوالہ ضلع گجرات میں ”شان حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیمینار“ کا انعقاد کیا گیا جونکہ مخالف فرقہ کے ذاکر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو مسترد کرنے کے لئے یہ دلیل دیتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ خلافت کے اہل ہی نہیں تھے پھر خلافت کے لئے نا اہل ہونے کی دلیل معاذ اللہ آپ کے ظالم ہونے کو بناتے ہیں اور ظالم ہونے کی دلیل میں مسئلہ فڈک کو دلیل بناتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطالبہ کے باوجود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انہیں باغ فڈک نہ دینا معاذ اللہ ظلم ہے۔ اس ظلم کے اثبات کے لئے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مصوصیت کو دلیل بناتے ہیں اور پھر حضرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلٰى  
الَّهِ وَآصْحَابِهِ أَحْمَمِينَ۔

28 جنوری 2020ء کو ایک 7V چینل پر نیوز کیف پروگرام میں انکر پرس فہیم عباسی کے ساتھ سینی علی نامی خاتون نے باغ فڈک کے حوالے سے غیفۃ الرسول ﷺ بلافضل امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معاذ اللہ ”ظالم“ ہونے کا الزام لگایا اس کے الفاظ یہ تھے: ”نا انصافی اور انصاف کی جہاں تک بات ہے میں یہاں پر ضرور ایک کروں گی مجھے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ میدم انصاف نہیں ملتا تو میں کہتی ہوں قیامت تک ملے گا بھی نہیں وجہ ہے اس کی بہت بڑی وجہ ہے کیونکہ نا انصافی اور ہماری جوؤشیری کا یہا

بندہ ناجائز نے تقریباً سات (7) گھنٹے کی گفتگو میں قرآن و سنت کے قطعی دلائل سے یہ ثابت کیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغ فڈک کے بارے میں فیصلہ قرآن و سنت کے عین مطابق اور مبنی بر انصاف تھا۔ جس کی تمام اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی تائید کی تھی۔

غرق اس دن ہو گیا تھا جس دن فاطمہ زہرا علیہا السلام انصاف لینے کے لئے دربار کمیں اور ان کو انصاف نہیں ملا اور نجوع بالشان کو جھٹا لیا گیا ان کی گواہی کو یہ جوؤشیری تو اس دن ہی یہاں اغرق ہو گئی تھی میرے پہ چاہے فتوی لگا دیں جو مرضی کر لیں، نیز اس کے علاوہ مخالف فرقے کے چند اکروں نے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ ”کافر“ تک کہا دیا۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دعویٰ فدک کے لحاظ سے مخالفین نے جب کہا چونکہ سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا مخصوصہ ہیں لہذا یہاں خطہ کا احتمال ہی نہیں تو سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں کہا کہ یہاں دعویٰ فدک میں امکان خطہ ہے تو گزشتہ مثال کے مطابق یہاں بھی امکان مخصوص احتمال کی صورت میں نہیں ہو گا بلکہ اس اصول کے مطابق جب اس امکان کی نسبت ماضی میں پائے جانے والے ایک واقعہ کی طرف ہے جس کا ماضی میں پایا جانا ہمارے اور ہمارے مخالفین میں طے شدہ ہے تو پھر یہاں امکان سے مراد یقیناً موقع ہے۔ اسی مخصوصون کو بیان کرتے ہوئے بندہ ناجیز نے یعنی کہہ کر پیر صاحب کی عبارت کی ان لفظوں میں مختصر تشریح کی ”یعنی یہ فرمایا کہ مسئلہ با غ فدک میں یہ رواضن تم دلیل نہ بناؤ کہ مخصوصہ تھیں تو انگناہی حق کی دلیل ہے فرمایا نہیں خطہ کا امکان تھا اور خطہ پر تھیں جب مانگ رہی تھیں خطہ پر تھیں لیکن جب آگے سے حدیث آئی تو ان کی یہ شان ہے کہ جن کے جگہ کا نکٹا ہیں ان کی حدیث سن کے سر تسلیم خرم کر لیا“

کڑیاں والہ بُجرات میں جب یہ خطاب ہوا تو اس وقت سُنّت پر چالیں سے زائد علماء و مشائخ اور مجتمع میں سینکڑوں عوام موجود تھے جن میں مخالف فرقے کے لوگ بھی تھے۔ علماء و مشائخ یا عوام میں سے کسی ایک نے بھی جلسہ کے دوران یا جلسہ کے بعد آج تک اس تشریح کے لحاظ سے اعتراض نہیں کیا اس کا سب صرف یہی تھا کہ اس وقت گفتگو کا سیاق و سبق لوگوں کے سامنے تھا مگر تقریباً اڑھائی مینے بعد ایک بھارتی سرور چشتی نامی ہاشم شری اور پاکستان کے یاسین قادری نامی شخص نے بندہ کے خلاف ایک سازش تیار کی اور میری گفتگو کے یہ الفاظ ”خطہ پر تھیں جب مانگ رہی تھیں خطہ پر تھیں“ سیاق و سبق سے کاٹ کر اور نہیں تو ہیں قرار دے کر لوگوں میں فتنہ برپا کیا۔ ہم اہل سنت و جماعت کا چودہ صد یوں سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ خطہ اجتہادی جو کہ معصیت، گناہ، عیب اور نقض نہیں اس کا صدور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی مانا گیا ہے بشرطیک وہ زائل ہو جائے اس کے ہزاروں حوالہ جات موجود ہیں۔ بطور مثال عظیم مفسر حضرت سید محمد نعیم الدین مراد آبادی سورہ بقرہ کی آیت نمبر 35 کے تفسیری حاشیہ میں لکھتے ہیں: ”حضرت آدم علیہ السلام کو خیال ہوا کہ ”لاتقربا“ کی نبی تشریبی ہے تحریکی نہیں کیونکہ اگر وہ تحریکی سمجھتے تو ہر گز ایسا نہ کرتے کہ انبیاء مخصوص ہوتے ہیں یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہاد میں خطہ ہوئی اور خطے اجتہادی معصیت نہیں ہوتی“

یقیناً حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان گفت صفات کی مالک ہیں اور رسول اکرم ﷺ کے جگہ کا نکٹا ہیں مگر ہرگز مخصوصہ نہیں ہیں۔ یہاں مسئلہ

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مخصوصیت کی دلیل آیت تطہیر کو بناتے ہیں اور لوگوں کو اس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قرآن مجید سے بد نظر کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو مخصوصہ تھیں وہ تو خطہ کر رہی نہیں سکتی تھیں جبکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر مخصوص تھے اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مخصوص ہونے سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے فدک کا دعویٰ کرنے میں تو خطہ نہیں تھی تو پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فدک نہ دینا معاذ اللہ خطہ اور ظلم تھا تو جس بندے کی عدالت یوں زائل ہو جائے تو اس کا جبع کیا قرآن معاذ اللہ کیسے مکمل ہو سکتا ہے۔ مخالف فرقے کی اس تمام ترتیبی کا روائی کا اپنی طرف سے جواب دینے کی وجہے بندہ ناجیز نے حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کی فیصلہ کرن کتاب ”تصفیہ ما بین سنی و شیعہ“ سے ایک اقتباس پیش کیا جو کہ یہ ہے:

”اس موضوع پر ایک اور دلیل جو فریق مخالف کی طرف سے دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بوجب آیتہ تطہیر اہل بیت علیہم الرضوان کو پاک گردانا ہے۔ لہذا سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فدک کا دعویٰ کرتے ہوئے کسی ناجائز امر کی مرتب نہیں ہو سکتیں۔ اس دلیل کا تفصیلی جواب آگے چل کر آیتہ تطہیر کی فصل میں دیا جائے گا۔ یہاں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ آیتہ تطہیر کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ یہ پاک گروہ مخصوص ہیں اور ان سے کسی قسم کی بھی خطہ کا سرزد ہونا ناممکن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے اگر بمقدارے بشریت ان سے کوئی خطہ سرزد بھی ہو تو وہ غفوٰ تطہیر الہی میں داخل ہوگی۔“ [تصفیہ ما بین سنی و شیعہ، ص: 46]

جس کے بعد لفظ ”یعنی“ بول کر بندہ نے مختصر تشریح کی۔ ”یعنی“ کا مطلب لغت کے اصول کے مطابق یہ بتا ہے کہ اس عبارت سے سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کی مراد یہ ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پوچکہ مخصوصہ نہیں ہیں لہذا امکان خطہ موجود تھا۔ اصول کی مطابق جب زمانہ ماضی کے کسی ایسے واقعہ کے لحاظ سے کہ جس کا وقوع ماضی میں قطعی طور پر ہو چکا ہو لفظ امکان بولا جائے تو اس سے مراد سو فیصد وقوع ہوتا ہے جس طرح کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے گندم کا دانہ کھانے کے لحاظ سے ایک شخص یہ دعویٰ کرے کہ حضرت آدم علیہ السلام میں خطہ کا امکان ہی نہیں ہے جبکہ دوسرا اس دعویٰ کو رد کرتے ہوئے کہے کہ خطہ کا امکان ہے تو اب یہاں لفظ امکان مخصوص احتمال کے لئے نہیں ہو گا بلکہ وقوع کے لئے ہو گا کیونکہ اس امکان کی نسبت ایک ایسے واقعہ کی طرف ہے جس کا ماضی میں بالیقین وقوع پایا گیا ہے بالکل اسی طرح

صلی اللہ علیہ وسلم پیش فرمائی جسے سن کر سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش ہو گئی اور اس حدیث کو قبول کر لیا۔ یہاں بھی آپ کی طرف خطاطی کی نسبت نہ کی جائے (3) تیرا مرحلہ وہ ہے کہ جو پیر صاحب کی کتاب تصفیہ میں ہے یعنی مخالفین کے اعتراض کا جواب دینا معموم اور غیر معموم کے فرق کو واضح کرنا۔ یہاں پیر صاحب نے امکان خطاطی کی نسبت کی اور بندہ ناچیز نے اس کی تشریح میں مذکورہ

ذکر میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وسلام اللہ علیہا کی طرف جس خطاطی کی نسبت کی گئی وہ خطاطی اجتہادی تھی جس پر ہمارے آئندہ نے تفصیلاً دلائل دیئے ہیں۔ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے کہ مجہد کو اجتہاد پر خطاطی کی صورت میں بھی ایک ثواب ملتا ہے۔ بندہ ناچیز نے جب یہ تشریحی الفاظ بولے ”جب مانگ رہی تھیں خطاط پر تھیں“ تو

ہم اہل سنت و جماعت کا چودہ صدیوں سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ خطاط اجتہادی جو کہ معصیت، گناہ، عیب اور تقصی نہیں اس کا صدور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی مانا گیا ہے بشرطیکہ وہ اکل ہو جائے اس کے ہزاروں حوالہ جات موجود ہیں۔

الفاظ بولے جو اچھے معنی میں، جوابی انداز میں اور بالکل محدود وقت کے لئے خطاط کی نسبت پر مشتمل تھے۔ آئندہ اہل سنت میں سے جس نے بھی مخالفین کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے اس نے ہی پیر صاحب کے الفاظ اور میری تشریح سے ملتے جملے الفاظ ہی سے جواب دیا ہے۔

اگرچہ یہ الفاظ ”خطاط پر تھیں جب مانگ رہی تھیں“ اصول اہل سنت کے عین مطابق ہیں کیونکہ جو الفاظ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے تو ہیں نہیں ہیں بلکہ ہزاروں اکابرین کی کتابوں میں خطایا خطا اجتہادی کی نسبت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف موجود ہے تو وہ الفاظ غیر نی یعنی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خطاط سے کیسے تو ہیں قرار دیئے جاسکتے ہیں لیکن کچھ کچھ شرپسند عناصر نے ان الفاظ کو سیاق و سبق سے کاٹ کر عوام ہی نہیں بعض خواص کو کبھی شکوک و شبہات میں ڈالا ہے اس لئے ہم نے ان الفاظ کو بدل دیا ہے اور ان کی جگہ یہ الفاظ استعمال کرنے کا اعلان کیا کہ مخالفین کی جو مخالفین جب اعتراض کریں گے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو معموم تھیں ذکر کے دعویٰ کے وقت وہ تو خطاط کر نہیں سکتی تھیں تو پھر ذکر نہ دے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاذ اللہ خطاط کی اور ظلم کیا تو ہم اجمیا جواب میں اتنا کہیں گے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا معمومہ نہیں ہیں اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظام نہیں ہیں۔

### والسلام هم الکرام

مولاناڈا اکٹھ مفتی محمد اشرف آصف جلالی

چیزیں میں تحریک یاریک یار رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم،  
بانی تحریک صراط مستقیم پاکستان، پرنسپل مرکز صراط مستقیم تاج باغ لاہور  
25 جون 2020ء 03/03 والقعدۃ 1441ھ



اس کے فوراً بعد یہ یعنی کرنے کے لئے کہ یہاں خطاط سے مراد کیا ہے؟ یہ الفاظ بولے ”لیکن جب آگے سے حدیث آئی تو ان کی یہ شان ہے کہ جن کے جگہ کا ٹکڑا ہیں ان کی حدیث سن کے ستر تسلیم خرم کر لیا“، ان الفاظ سے جہاں یہ یعنی ہوا کہ یہ خطاط اجتہادی تھی وہاں یہ بھی یقین ہوا کہ خطاط اجتہادی کی وہ قسم تھی جو کہ زائل ہو جاتی ہے اور پھر وہ خطاط اجتہادی جزو وال پذیر ہوتی ہے اس کی اقسام میں سے یہ وہ قسم تھی جو بہت جلد اکل ہو جاتی ہے۔ یہ سب کچھ میری اسی تقریر میں میرے ان الفاظ کے بعد جنمیں سیاق و سبق سے کاٹ کے تو ہیں بنایا گیا میں اس عبارت کی شکل میں ”لیکن جب آگے سے حدیث آئی تو ان کی یہ شان ہے کہ جن کے جگہ کا ٹکڑا ہیں ان کی حدیث سن کے ستر تسلیم خرم کر لیا“، موجود ہیں۔ سب سے بڑی وجہ جو عوام اور بعض خواص کے لئے غلط ہی کا سبب بنی وہ کلام کے ماقبل سے ربط کی طرف توجہ نہ کرنا ہے۔ ربط اس کا سبب ہے کہ میری تشریح گفتگو جو یعنی سے شروع ہوئی اس کا تعلق سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے جوابی حصے سے ہے اور ان کی جوابی کلام کا تعلق انہیں کے کلام میں موجود مخالفین کی دلیل کے ساتھ ہے۔ قرآن و سنت کے اصول کے مطابق عمومی حالات میں گفتگو کا انداز اور ہوتا ہے جبکہ جوابی انداز اور ہوتا ہے۔ جتنے لوگوں نے میری گفتگو پر اعتراض کیا وہ اس کی جوابی حیثیت سے بے خبر تھے۔

یہاں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف خطاط اجتہادی کی نسبت کے تین مرحلے ہیں۔ (1) جب ابتدائی طور پر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خطاط سے گفتگو کی جاری ہو یعنی وہ گفتگو کی سوال کا جواب نہ ہو تو وہاں آپ کی ذات کی طرف خطاط کی نسبت نہ کی جائے (2) مسئلہ باغ ذکر کے بیان میں بھی اتنا کافی ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعویٰ فرمایا اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث مصطفیٰ



# شانِ معراج کا تذکرہ



مولانا سید محمد ابو بکر عمار شاہ صاحب فاضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام لاہور

میرے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر کوئی اعتراض نہ کر سکے کہ رات کے تھوڑے سے حصے میں مکرمہ سے چالیس دنوں کی مسافت ملک شام مسجد اقصیٰ تک پھر وہاں سے سات آسماؤں کی سیر جن کا ایک دوسرے سے فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر آسمان کی موٹائی بھی پانچ سو سال کا سفر پھر لاماکاں تک کی سیر کیسے ممکن ہو سکتی ہے؟ چنانچہ علامہ اندری لکھتے ہیں: سُبْحَانَ الرَّبِّ أَسْرَى { براعة استهلال: لأنَّه لَمَا كَانَ إِلَيْهِ أَمْرًا خَارقًا لِّلْعَادَةِ، بَدَأَ السُّورَةَ بِمَا يُشِيرُ إِلَى كَمَالِ الْقُدْرَةِ وَتَنْزِهَهُ تَعَالَى عَنْ صفات النقص۔

"سبحان الذی" براعت استهلال (آنے والے معاملے سے متعلق پہلے ہی اشارہ) ہے۔ (یعنی آنے والی بات پر اعتراض کا جواب دینے کے لئے اپنے نام سبحان کو پہلے ذکر کر دیا) کیونکہ جب اسراء (سیر کرنا) ایسا کام ہے جو عادت کے خلاف ہے لہذا سورت اس (لفظ سبحان) سے شروع کی جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور صفات شخص سے اللہ تعالیٰ کی پاکی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ جو واقعہ معراج اور شانِ اسراء سے انکار کرتا ہے وہ اللہ رب العزت کی قدرت کامل کا انکار کرتا ہے۔

جیسا کہ سرید احمد (احمد کولی) اور اس جیسے نیچری اس کے منکر ہیں۔ اس حوالے سے ایک طبقے کا یہی کہنا ہے کہ معراج روحاںی ہے جسمانی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر نہیں گئے۔ اس سلسلے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے جس کا جواب البحر المحيط فی التفسیر میں یوں دیا گیا: الظاهرونَ أَنَّ هَذَا إِلَيْهِ أَمْرًا خَارقًا لِّلْعَادَةِ، بَدَأَ السُّورَةَ بِمَا يُشِيرُ إِلَى كَمَالِ الْقُدْرَةِ وَتَنْزِهَهُ تَعَالَى عَنْ

بسم اللہ الرحمن الرحيم

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل و اعلیٰ ہیں جتنے بھی انبیاء کو مجزے اور مراتب دیے گئے وہ آپ علیہ السلام کو ان سے بڑھ کر دیے گئے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ نبیت و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ پاک نے طور پہاڑ پر در پر رده کلام فرمایا اور ایک صفائی تجھی دکھائی تو اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو لاماکاں میں بلا کراپنادیا ر عطا کر کے اور بے حجاب کلام فرمایا کروہ شانِ معراج عطا کی جو نہ کسی کو ملی نہ ملگی۔

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی شانِ معراج کا تذکرہ قریش مکہ کے سامنے کیا تو انہوں نے اس کا انکار کیا، جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا نبی و رسول نہیں مانتے تھے وہ ایسی خارق عادت اور عقل سے ماوراء بات کو کیونکر مانتے الٹا جس چیز کی ان سے توقع تھی انہوں نے وہی کیا یعنی مذاق اڑایا جس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت نازل فرمائی۔ ابو حیان اندری اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یوں بیان فرماتے ہیں: سبب نُزُولِ سُبْحَانَ الرَّبِّ أَسْرَى بِعَبْدِهِ ذُرْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقُرْيَشِ إِلَيْهِ وَتَكْنِيْبُهُمْ لَهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ ذُلِّكَ تَصْدِيقًا لَهُ۔

"سبحان الذی اسری بعبدا" کا سبب نزول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کے سامنے اپنی سیر کا ذکر کرنا اور قریش کا اسے جھٹلانا ہے پس اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی تصدیق کے لئے اس آیت کو نازل فرمایا۔ پھر اس کی نسبت اپنی ذات والا صفات کی طرف کی تاکہ

اس کے مقابلے میں کثیر صحابہ کرام علیہم الرضوان خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا فرمان روایت کر رہے ہیں۔ پس ثابت ہوا ہی بات درست ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج مبارک جسمانی تھی۔

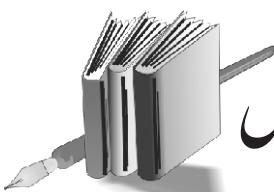
وَمِنْهُمْ مَنْ سَافَرَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى فَاسْتَعْنُوهُ فَجَلَّ  
لَهُ بَيْثُ الْمَقْدِسِ فَظَفِيقَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَيَعْنَتُهُ لَهُمْ فَقَالُوا:  
أَمَا النَّعْثُ فَقَدْ أَصَابَ فَقَالُوا: أَخْبِرْنَا عَنْ عِيرَاتِ  
فَأَخْبَرَهُمْ بِعَدَدِ جِمَالِهَا وَأَحْوَالِهَا وَقَالَ: «تَقْدُمْ يَوْمَ  
كَذَا مَعَ طُلُوعِ الشَّمْسِ يَقْدُمُهَا جَمِيلٌ أَوْرُقٌ» فَخَرَجُوا  
يَشْتَدُونَ ذِلِكَ الْيَوْمَ نَحْوَ الشَّنِينَةِ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ:  
وَاللَّهِ هَذِهِ الشَّمْسُ قَدْ شَرَقَتْ وَقَالَ آخْرُ: وَهَذِهِ وَاللَّهِ  
الْعِيْدُ قَدْ أَقْبَلَتْ يَقْدُمُهَا جَمِيلٌ أَوْرُقٌ كَمَا قَالَ هُمْ  
لَمْ يُؤْمِنُوا وَقَالُوا: مَا هَذَا إِلَّا سُحْرُ بَيْنِ

کفار کلمے میں سے کچھ وہ تھے جنہوں نے مسجدِ اقصیٰ کی جانب سفر کیا ہوا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجدِ اقصیٰ کی نشانیاں پوچھنے لگے تو بیت المقدس آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ظاہر ہو گیا پس آپ دیکھتے جاتے اور بتاتے جاتے۔ وہ بولے کہ مسجدِ اقصیٰ کی نشانیاں تو بالکل درست بتائی ہیں اب ہمارے قافلے کے بارے میں ہمیں خبر دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قافلے کے اوٹوں کی تعداد اور ان کے احوال بتائے اور فرمایا "قالاً دن سورج طلوع ہوتے ہی تافلہ آئے" کا قافلے میں سب سے آگے اور ق (سفید سیاہی مائل) اونٹ ہوگا" پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے دن وہ پہاڑی راستے سے قافلہ دیکھنے کے لیے نکلے۔ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا یہ سورج تو نکل آیا ہے تو دوسرا بولا اللہ کی قسم ای تافلہ بھی آگیا ہے اس کے آگے سفید سیاہی مائل اونٹ ہے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ پھر بھی وہ ایمان نہیں لائے اور کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے۔

(البحر المحيط فی التفسیر جزء ۷ صفحہ ۱۰)

گذبَتْ قُرْيَشٌ بِهِ وَشَتَّعَتْ عَلَيْهِ، وَجِئَنَ قَصْ ذَلِكَ عَلَى  
أَمْهَانِي، قَالَتْ: لَا تُحَدِّثِ النَّاسَ إِهَا فَيُكَذِّبُوكَ وَلَوْ كَانَ  
مَنَامًا اسْتَنْكِرَ ذَلِكَ وَهُوَ قَوْلُ مُجْهُورٍ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَهُوَ  
الَّذِي يَنْبَغِي أَنْ يُعْنَقَدَ، وَحَدِيثُ الْإِسْرَاءِ مَرْوِيٌّ فِي  
الْمَسَانِيدِ عَنِ الصَّحَابَةِ فِي كُلِّ أَقْطَارِ الْإِسْلَامِ، وَذَكَرَ أَنَّهُ  
رَوَاهُ عِشْرُونَ مِنَ الصَّحَابَةِ، قَيْلَ وَمَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ  
وَمَعَاوِيَةَ أَنَّهُ كَانَ مَنَامًا فَلَعْلَهُ لَا يَصْحُ عَنْهُمَا، وَلَوْ صَحَ لَهُ  
يَكُنْ فِي ذَلِكَ حِجَةٌ لِأَنَّهُمَا لَمْ يُشَاهِدَا ذَلِكَ لِصِغَرِ عَائِشَةَ  
وَكُفُرِ مَعَاوِيَةَ إِذْ ذَاكَ، وَلِأَنَّهُمَا لَمْ يُسِنِداً ذَلِكَ إِلَى  
الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا حَدَّثَا بِهِ عَنْهُ، ظَاهِرٌ هُوَ كَهُ  
يَا إِسْرَاءً (سیر کرانا) جسمانی تھا اسی لئے قریش نے اسے جھٹالا یا اور جب آپ نے یہ قصہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو سنایا تو انہوں نے کہا لوگوں کے سامنے یہ بیان نہ کیجیے گا اگر یہ معراج خواب میں ہوتا تو اس کا انکار نہ کیا جاتا۔ یہی جہہر اہل علم کا قول ہے اور یہی عقیدہ رکھنا چاہیے۔ اور حدیث اسراء صحابہ سے مسانید تمام ممالک اسلامیہ میں روایت کی گئی ہے۔ اور مذکور ہے کہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسے روایت کیا ہے۔

اور کہا گیا کہ جو ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا کہ معراج خواب میں ہوئی ہو سکتا ہے وہ روایت صحیح نہ ہو اور اگر صحیح بھی ہو تو اس بارے میں یہ دلیل نہیں بن سکتی، کیونکہ وہ دونوں اس واقعے کے شاہد نہیں ہیں کیونکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس وقت چھوٹی تھیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت ایمان نہیں لائے تھے۔ اور تیسری بات یہ کہ دونوں ہی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کرتے نہ ہی اسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بیان کرتے ہیں۔ (البحر المحيط فی التفسیر جزء ۷ صفحہ ۸۷۴) یعنی یہ ان کا اپنا قول ہے۔



# خوبصورت حادثہ وارثان منبر و محراب کی دینی ذمہ داریاں

مولانا مفتی محمد صحیح محدثی ناظل دوسری جامعہ جالیلیہ ضوییہ مظہر الاسلام

کے لیے خصوصاً نوجوان نسل کے لیے انتہائی مضر ہے۔ ایک ماہر طبیب وہی ہے جو حرض کی تخصیص کی صلاحیت رکھتا ہو، علماء اس امت کے روحانی طبیب ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ نسل تو اس وقت کن روحاں اور امراض کا شکار ہے، وہ تشکیل، الحاد، بے دینی اور مغربی تہذیب سے متاثر ہو رہے ہیں۔ ایسے میں علماء کی دینی ذمہ داری بنتی ہے کہ ذاتی مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر رسول اللہ ﷺ کے دین کے لئے اخلاص سے کام کریں نیت میں اخلاص: علقمہ ابن و قاص اللیثی یقول سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علی المنبر قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان کر کر اس وقت میں اعلیٰ اعمال بالنبیات۔ حضرت علقمہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اما الاعمال بالنبیات۔ حضرت علقمہ بن و قاص لیش کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنایا کہ اعمال کی قبولیت کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

عالم اور معلم اجر میں برابر: عَنْ سَالِمَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ أَبُو الدَّرَدَاءِ تَعَلَّمُوا قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ الْعِلْمُ فَإِنَّ قَبْضَ الْعِلْمِ قَبْضُ الْعَلَمَيْا وَإِنَّ الْعَالَمَ وَالْمُتَعَلِّمَ فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ روایت کرتے ہیں کہ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: علم قبض کرنے جانے سے پہلے علم حاصل کرو، قبض علم، قبض علماء کے ساتھ ہوگا۔ اور بے شک عالم اور متعلم اجر میں برابر ہیں۔

علم حاصل کرنے کے تقاضے: عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ سُفِيَّاَنَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ يُرَادُ لِلْعِلْمِ الْحِفْظُ وَالْعَمَلُ وَالاسْتِهْمَاعُ وَالإِنْصَاثُ وَالنَّسْرُ۔ حضرت عبید اللہ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان بن عینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سن آپ فرماتے تھے: علم حاصل کرنے کے لئے ہے کہ وہ ارادہ کرے کہ جو علم پڑھا اسے یاد کرے گا، اس پر عمل کرے گا، اسے توجہ سے سنے گا، سننے وقت خاموش رہے گا اور اس علم کو ہمیشہ پھیلاتا رہے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحيم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلَیْ رَسُولِہِ الْکَرِیمِ

اہل علم کی فضیلت اس کا مقام و مرتبے کے بیان میں قرآن میں کی متعدد آیات اور بے شمار احادیث وارد ہوئی ہیں، پہنچی ان کے سونے کو جہلاء کی عبادت پر فضیلت دی گئی تو کبھی انہیں انبیاء کا وارث بتلایا گیا، کبھی بر ملا اعلان کر دیا گیا کہ عالم اور جاہل بر ابر نہیں ہو سکتے جس قدر اہل علم کا مقام بلند ہے اسی مرتبہ کے لحاظ سے ان پر ذمہ دار یوں کا بھی عظیم بوجھ ہے، اگر یوں کہہ دیا جائے کہ امت کی کشتی کے ناخدا یہی حضرات علمائے کرام ہیں تو بے جا نہیں ہوگا۔

اس وقت امت مسلمہ کو بڑے کٹھن حالات کا سامنا ہے، ایک طرف کفار و مشرکین مجمع ہو کر عالم پر حملہ آور ہونے اور مسلمان ممالک پر وحشیانہ مظالم کی خون آسود داستان ہے تو دوسرا طرف فکری ارتدا اور تشکیل جیسے مہلک امراض ہیں جو امت مسلمہ کے وجود میں سرطان کی طرح پھیلائے جا رہے ہیں۔ امت کے نوجوان اس وقت الحاد اور تشکیل جیسے مسائل کا شکار ہیں، اس نازک وقت میں علمائے امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان اہم مسائل کی طرف توجیہ دیں۔

حالات اور ماحول سے بے خبری ٹھیک نہیں۔ اسلام ایک مکمل ضابط حیات ہے، یہ دین خانقاہ ہوں، مساجد اور مدارس تک محدود ہونے کے لیے نہیں آیا بلکہ شریعت اسلامی میں روز قیامت تک آنے والے تمام مسائل و مشکلات کا حل موجود ہے۔ یاد رکھیے! اسلامی نظام اس کی تعلیمات کوئی ناقص و محدود نہیں کہ جس پر عمل پیرا ہونے کے لیے معاشرے سے کٹنا پڑے اور رہبانت کی طرف جانا پڑے، ہمارے اسلاف نے سلطنتیں بنائیں، قاضی القضاۃ بنے، عہدے حاصل کیے اور ساتھ ساتھ اپنے فرائض و واجبات بلکہ محتاجات کی رعایت بھی رکھی، وہ بیک وقت گورنمنٹ کے فرائض بھی انجام دیتے اور خلق خدا کے اخلاق و اعمال کی بھی ایک دائمی کی حیثیت سے اصلاح کرتے۔ عصر حاضر میں علماء کا معاشرے سے کٹنا اور مساجد اور خانقاہوں تک محدود ہو جانا امت

گمراہ لوگوں کے پاس مت بیٹھیں: قَالَ أَبُو قَلَبَةَ لَا تُجَالِ السُّوَا أَهْلَ الْاَهْوَاءِ وَلَا تُجَادِلُهُمْ فَإِنِّي لَا آمِنُ أَنْ يَعْمِسُو كُمْ فِي ضَلَالِهِمْ أَوْ يَلْبِسُوا عَلَيْكُمْ مَا لَنْتُمْ تَعْرِفُونَ حضرت ابو قلابة رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خواہشات کی پوجا کرنے والے اور بدعتی لوگوں کے پاس نہ بیٹھیں کہ میں اس سے بے خوف نہیں کہ وہ تمہیں گمراہی میں ڈبو دیں گے اور جو تم علم صحیح رکھتے ہیں اس میں شک پیدا کر دیں گے۔

بدعتی کی صحبت کے برے اثرات: قال ابراہیم النغعی: لا تجالسوا اهل الاہواء فان مجالستهم تذهب بنور الایمان من القلوب وتسلب محسن الوجوه وتورث البغضۃ في قلوب المؤمنین (الابانۃ لابن بطة) حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گمراہ لوگوں کو کے ساتھ مت بیٹھیں اس لئے کہ ان کے ساتھ بیٹھنا دل سے ایمان کے نور کو لے جاتا ہے، چہرے کی خوبصورتی کو سلب کر لیتا ہے اور مومنین کے دلوں میں بخض کا وارث بنا دیتا ہے۔ قال الحسن البصري: لا تجالسوا اصحاب الاہواء ولا تجادلوهם ولا تستمعوا منهم سنن الدارہی رقم الحدیث: (۲۰۱) حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گمراہ اور بدعتی لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں، اور ان کے ساتھ جھگڑا نہ کریں اور ان سے کسی بات کو نہ سئیں۔ قال عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: لا تجالسوا اهل الاہواء فان مجالستهم هم رضا للقلوب (الشريعة للأجرى) (۲۵۳) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بدعتی اور گمراہ لوگوں کے ساتھ مت بیٹھیں کیونکہ ان کے ساتھ بیٹھنا دلوں کو بیمار بنا دیتا ہے۔

دونعمتوں میں سے بڑی نعمت کون سی؟: قال ابو العالیه: ما ادری ای النعمتين افضل؟ ان هداني الله للاسلام أو عافاني من هذه الاہواء (حلیۃ الاولیاء ۲۱۸-۲) حضرت ابو العالیه رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ دونعمتوں میں سے افضل نعمت کون سی ہے؟ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت عطا فرمائے اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے گمراہ لوگوں سے بچالیا۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

تمام لوگوں سے افضل واعظ شخص: عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَيْنَةَ قَالَ أَجْهَلُ النَّاسِ مَنْ تَرَكَ مَا يَعْلَمُ وَأَغْلَمُ النَّاسِ مَنْ عَيْلَ مَا يَعْلَمُ وَأَفَضْلُ النَّاسِ أَخْشَعُهُمْ لِكَوْنِهِ حضرت سفیان بن عینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ تمام لوگوں میں بڑا جاہل وہ شخص ہے جو وہ علم رکھتا ہے اس کو ترک کر دے اور اس پر عمل نہ کرے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ شخص ہے جو وہ علم رکھتا ہے اس پر عمل کرے اور تمام لوگوں میں افضل وہ ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس کا خوف رکھتا ہے۔

طالب کو خوش آمدید کہیں: عَنْ عَامِرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِذَا رَأَى طَلَبَةَ الْعِلْمِ قَالَ مَرْحَباً بِطَلَبَةِ الْعِلْمِ . وَكَانَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (أَوْصَى بِكُمْ حضرت عامر بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی طالب علم کو دیکھتے تھے تو آپ انہیں فرماتے کہ علم کی طلب لے کر آنے والے تمہیں نوش آمدید کہتے ہیں اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اس کی وصیت کی ہے کہ آنے والے طالب علم کو خوش آمدید کہا کریں۔

افضل ہدیہ کیا ہے؟ شریعتیل بن شریک رضی اللہ عنہ سمعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحَعْلَيَّ يَقُولُ لَيْسَ هَدِيَّةً أَفْضَلَ مِنْ كَلِمَةً حِكْمَةً تَهْدِيهَا لِأَخِيَّكَ حضرت شریبل بن شریک کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو عبد الرحمن حنبلی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حکمت سے بھرے کلمہ سے بڑھ کر کوئی بدینہیں جو بنہ اپنے بھائی کو دے۔

علم کیل کرو: عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ تَعَلَّمُوا تَعَلَّمُوا فَإِذَا عَلِمْتُمْ فَاعْلَمُوا حضرت ابراہیم حضرت علقة سے اور وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا: علم حاصل کرو، علم حاصل کرو پھر جب تم علم حاصل کرو تو وہ پھر اس پر عمل کرو۔

دنیا و مافہیما سے بہتر علم: عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِنَّ كَانَ الرَّجُلُ لَيُصِيبُ الْبَيْبَابَ مِنَ الْعِلْمِ فَيَعْمَلُ بِهِ فَيُكُونُ خَيْرًا لَهُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص علم کا ایک باب حاصل کرے پھر اس پر عمل کرے تو وہ علم کا ایک باب حاصل کرنا اس کے لئے دنیا و مافہیما سے بہتر ہے۔

# نو ارشاد مراجِ الْبَشِّرِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اُرْقَلْمُ: مُحافظ ناموس رسالت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی زید شرفہ

کرنے کیلئے گھاٹیوں میں محصور کیا ہے اللہ تعالیٰ یہ واضح کرنا چاہتا ہے کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ محبوب علیہ السلام کے رستے کو روک دیں گے، ایسے میں تمہیں عرش پہ بلاؤ کر انہیں سمجھانا چاہتا ہوں کہ جن کی راہیں آسمان پہ بھی کھلی ہوں، ان کی راہوں کو زمین پہ کوئی نہیں روک سکتا۔

اور پھر وہ مقصد یہ بھی تھا کہ عام الحزن ہے، غم کے سائے بڑے ہیں لیکن میرے محبوب علیہ السلام میرے دیدار میں وہ لذت ہے اور وہ چاشنی اور توانائی ہے کہ سب غم غلط ہو جائیں گے اور نئے جذبے عطا کر دیئے جائیں گے۔

اسی طرح طائف کے بازار میں جو سلوک ہوا تھا نبی علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوال کے جواب میں فرمایا جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کیا احمد کے دن سے زیادہ سخت دن کا کبھی سامنا کرنا پڑا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ہاں جب میں طائف میں گیا تھا تو وہ دن احمد کے دن سے بھی سخت دن تھا۔ طائف کے بازار میں مجھے ان لوگوں کے سخت مظالم کا سامنا کرنا پڑا۔ جب انہوں برا سلوک کیا اور کہا کہ (لست مُزَسْلَلٌ) تم رسول نہیں ہو۔

ایک ان مظالم کا سامنا تھا تو دوسری طرف سے رب ذوالجلال نے اپنے محبوب علیہ السلام کو عرش پہ بلاؤ کر فرمایا کہ (کفی بِاللَّهِ شَهَيدًا) محبوب صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غم نہ کریں تمہاری رسالت پر میری گواہی کافی ہے۔ طائف والوں کی طرف سے پہنچنے والے ملاں کو ختم کرنے کیلئے تمہیں اپنے پاس بلارہوں اور یہ جذبے عطا کر رہا ہوں کہ ساری دنیا کچھ بھی کرتی رہے اس سے کچھ بھی نہیں ہو گا اس لئے کہ شانیں عطا کرنے والا رب اپنے پاس بلاؤ کے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شان کا اظہار کر رہا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّرَّاجَ الْوَهَاجَ وَالصَّلْوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَى حَبِيبِهِ صَاحِبِ الْإِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ وَعَلَى إِلَهٖ مَأْصَحِ الْحَابِبِيَّةِ أَجْمَعِينَ۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سفر مراجِ کو قرآن مجید کی سورۃ بنی اسرائیل میں ذکر کیا ہے۔ جس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس مراج کا ذکر کیا اس کے ساتھ ماقبل، ما بعد کے مضمون کی ایک پیاری مناسبت موجود ہے سورہ بنی اسرائیل سے ما قبل سورہ نحل کے اختتام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاصْبِرْ وَمَا صَبِرْكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَأْكُلْ فِي ضَيْقٍ هَذَا يَمْكُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ النَّبِيِّنَ أَنَّقُوا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ۔ (سورۃ نحل رقم الآیہ: 127، 128) اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا اصمہ اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جس وقت شعب ابی طالب میں محصورہ چکے اور رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عام الحزن (جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کا سال ہے اور ابوطالب کے داغ مفارقت دے جانے کا سال ہے) گزار چکے، تبلیغِ اسلام کے لئے مکہ شریف کا جو پلیٹ فارم تھا اسکو بدلتے ہوئے طائف کے بازار میں تبلیغ کا تجربہ بھی کر چکے اور وہاں جو اذیت ناک سلوک ہوا اسے بھی برداشت فرمایا چکے تورب ذوالجلال نے اس سے اگلے مرحلے میں محبوب علیہ السلام کو اپنے ہاں عرش پہ بلایا۔

ایسے موقع پر مراج کرانے کا مقصد یہ تھا کہ جن لوگوں نے دنیا میں زمین پر رستے بند کئے ہیں، راہوں میں کائنے بچھائے ہیں، بائیکاٹ

سبحانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَنْدِهِ“ سے پہلے کا مضمون اسی بات کا واضح کرتا ہے۔ وَاصِرٌ وَمَا صَبُرَكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَخْزَنْ عَلَيْهِمْ۔ محبوب سینے میں تنگ نہ لائیے اس لیے کہ جن کے لئے عرش تک فراخی کر دی گئی ہوان کے سینے کو تنگ کبھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

سبحانَ الَّذِي: وَهَذَا جو هر عیب سے پاک ہے جس نے اپنے عبد کو سیر کرائی ہے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کی شان کیسے ظاہر ہوئی؟، سبحان کہنے سے رسول اکرم ﷺ کی شان کا پتہ کیسے چلا؟ تو رب ذوالجلال نے بتایا کہ میں شان یوں بیان کروں گا کہ قیامت تک لوگوں کو پتہ چلے گا کہ سر کار دو عالم نور مجسم ﷺ کی سب سے بڑی شان یہ ہے کہ جہاں رب کی شان کا تذکرہ ہوتا ہے وہیں پہ رب کے محبوب ﷺ کی شان بھی آجائی ہے اور جہاں محبوب علیہ السلام کی شان کا ذکر ہوتا ہے وہاں رب کی شان کا تذکرہ بھی ہو جاتا ہے یہ سب سے بڑی شان ہے۔ یہ اس لئے ہے تاکہ کوئی ان میں دوری پیدا نہ کرے، ان کو کوئی اپوزیشن نہ بنائے، کوئی یہ نہ کہے کہ ہم خدا کی پارٹی میں یہ نبی کی پارٹی ہے اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ جو میری پارٹی ہے وہی میرے نبی علیہ السلام کی پارٹی ہے اور جو میرے نبی علیہ السلام کی پارٹی ہے وہ میری پارٹی ہے۔

سبحانَ الَّذِي۔۔۔ اس میں نعت مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کیسے آیا؟ کہ مطلب یہ تھا کہ میں ہر عیب سے پاک ہوں، اگر معاذ اللہ میں کسی ایسے بندے کو رسول بنا دوں جو باقیں سچی نہ کرتا ہو تو یہ کی میری ذات میں آئی کہ میں نے سچے کو نبی نہ بنایا۔ اگر کسی ایسے شخص کو نبی بنا دوں جو جادوگر ہو تو یہ تدقیص تو میری ذات پر ہوئی، اگر کسی ایسے شخص کو نبی بنا دوں جو معاذ اللہ کچی باقیں کرتا ہو تو یہ تقدیم تو میرے بنانے پر ہوئی۔

تو رب نے فرمادیا کہ سبحانَ الَّذِي..... وَهَذَا جو هر عیب سے پاک ہے۔

جیسے وہ خود پاک ہے ایسے ہی وہ کسی جادوگر کو نبی بنانے سے بھی پاک ہے وہ کسی کا ذبب کو نبی بنانے سے بھی پاک ہے، وہ کسی ساحر کو نبی بنانے سے

اور وہ جو مکر کر رہے ہیں اس سے یہ نہ سمجھنا کہ زمین تنگ ہو رہی ہے اور آفاق تنگ ہو رہے ہیں اس کے مقابلے میں ہم نے آسمان تک کی راہیں کھول دی ہیں کہ محبوب تمہارا سینہ کھلا رہے اور طبیعت ہشاش بشاش رہے اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے وہ رستے کھولے ہیں جو کبھی بھی کسی کیلئے کھو لئے ہیں تھے۔

اس پس منظر کے بعد اللہ نے کلام کا آغاز کیا اور ارشاد فرمایا: سبحانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَنْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِتُرْبَيَةٍ مِنْ أَيَّاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (سورۃ الاسراء رقم الآية: 1) پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگر دہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔

آیت معراج کا آغاز لفظ سبحان سے کیا کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے جس نے اپنے عبد کو سیر کرائی۔۔۔ یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ جب مقدر رسول اللہ ﷺ کی حوصلہ افزائی اور انہیں نوازا نا اور ان کی عظمت کو ظاہر کرنا ہے تو کلام کو لفظ سبحان سے کیوں شروع کیا جا رہا ہے۔ سبحانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَنْدِهِ: وَهَذَا جو هر عیب سے پاک ہے جس نے اپنے عبد کو سیر کرائی۔

اس کا پس منظر اور اس کی وجہ کیا تھی کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو کہا، لوگوں نے نبی علیہ السلام کو شاعر کہا، ان کے شاعر کہنے کا مطلب یہ تھا کہ یہ تصوراتی باقیں کرتے ہیں، کچی باقیں کرتے ہیں، یہ جو آخرت کی بات کرتے ہیں یا ایک خدا کی بات کرتے ہیں یہ شاعرانہ بات ہے، یہ تخیل ہے، حقیقت نہیں ہے، وہ شاعر کہہ کے آپ ﷺ کی



بھی پاک ہے، وہ غیر واقعی باتیں کرنے والے کو نبی بنانے سے بھی پاک ہے۔ چونکہ میں ہر عیوب سے پاک ہوں تو میرے بنائے ہوئے محبوب کا، ان نہیں، میرے بھیجے ہوئے رسول ﷺ سارے حربیں ہیں، میرے بھیجے ہوئے رسول ﷺ خلاف واقعہ باتیں کرنے والے نہیں ہیں لہذا سمجھان کہہ کر اللہ نے محبوب علیہ السلام کی شان کو واضح کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ انداز اس لئے اختیار کیا کہ کوئی شخص دوئی کا راستہ مت ڈھونڈے، کیونکہ شانِ مصطفیٰ ﷺ کو بیان کرنے والا اصل میں شان خدا کو بیان کر رہا ہے، شان خدا کو یوں بیان کرنے والا مقام مصطفیٰ ﷺ کو بیان کر رہا ہے۔ سمجھان بول کر اس بات کو واضح کیا کہ میں ہر عیوب سے پاک ہوں۔ اے مشرکین جن کو اپنا نبی بننا چاہکا ہوں اس محبوب علیہ السلام کے بارے میں جو تم باتیں کرتے ہو اگر یہ سچی ہوں تو پھر سارا اعتراض تو مجھ پر آجائے گا جو نکل میں ہر عیوب سے پاک ہوں لہذا میں نے بے عیوب محبوب علیہ السلام کو پیغمبر بنایا ہے۔

اس آیت میں ساتھ اس کا بھی بیان آ گیا کہ جس وقت محبوب علیہ السلام کہتے ہیں کہ میرا رب مجھے لے کر گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم مجھے مانتے ہو تو پھر میرے محبوب علیہ السلام کو بھی مانو۔ جورب چند لمحوں میں اپنے محبوب علیہ السلام کو یوں سیرہ کرائے کہ اس کی قدر تین تو ناقص ہوتی ہیں اور جس کی قدر تین ناقص ہوں وہ رب نہیں ہوتا۔ اگر کسی نے میری قدر توں کو کامل مانتا ہے تو پھر میرے محبوب علیہ السلام کی شان کو بھی ماننا پڑے گا کیونکہ وہ توعی کرہی نہیں رہے کہ میں خود گیا ہوں۔ وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے میرا رب لے کر گیا ہے لہذا میری ذات کی قدر تین کامل ہیں اچنڈ لمحوں میں اپنے عبد کو یہاں تک پہنچانا کوئی بعید نہیں ہے میرے محبوب علیہ السلام تم سے سچی باتیں کر رہے ہیں۔

قرآن مجید کا یہ اسلوب بہت جامع اسلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں پر لفظ سمجھان بولا ہے۔ اس سے اگلی سورت، سورۃ الکھف میں فرمایا:

**الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ** (سورۃ الکھف آیت نمبر ۱)

صفات سلبیہ وہ ہیں جن میں ترجمہ کرتے وقت نہیں کا ترجمہ آئے جیسا کہ یہ کہنا کہ وہ اللہ بندہ نہیں ہے، وہ مخلوق نہیں ہے۔

صفات ثبوتیہ یہ ہیں کہ وہ قادر ہے، وہ رحمن ہے، وہ رحیم ہے۔

قانون یہ ہے کہ پہلے نبی ہوتی ہے، اثبات بعد میں ہوتا ہے۔ جب بھی تم کسی کی ذات کی عظمت کو بیان کرو تو پہلے یہ ہو گا کہ اس سے عیب کی نفی کی جائے گی، جو لوگوں کے عیب ہوں گے ان کو دور کیا جائے گا اور پھر ان کی شان اور صفتیں بیان کی جائیں گی۔

بلطفت آپ ایک دیوار کو پینٹ کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اس دیوار کو مکمل صاف کیا جائے گا۔ ہر آلوگی کو دور کر کے اس پر رنگ لگاوے گے۔ اگر پہلا کام نہ ہو جس کو تخلیہ کہا جاتا ہے تو دوسرا کام نہیں ہو سکے گا جس کو تخلیہ کہا جاتا ہے۔ تو سب سے پہلے ہر آلوگی کو دور کیا جاتا ہے پھر اس پر حسن و جمال والی چیزوں کا باہد کیا جاتا ہے۔

اس آیت میں عبد کا ذکر کے اللہ تعالیٰ یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ قیامت تک عقیلیں جیران رہیں گی، محبوب علیہ السلام کی تنتی اوپنجی شان ہو گی۔ کوئی لفظ عبد کو دیکھ کر الجھن میں نہ جائے کہ لفظ نبی میں تو وہ بے مثال ہیں، لفظ رسول میں تو وہ بے مثال ہیں لیکن لفظ عبد میں ہم ان جیسے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ میں نے لفظ عبد کو استعمال کیا کہ یہ جو کچھ دے رہا ہوں یہ تو ان کی عبدیت کا تقاضا ہے۔ جن کی عبدیت عرش پر چلی جاتی ہوں کی نبوت کا عالم کیا ہو گا، ان کی رسالت کا عالم کیا ہو گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ یہ دار ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مسجدِ قصیٰ تک اور وہاں سے سدرہ اور سدرہ سے لامکان تک بلندی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کیلئے آخری اعزاز نہیں جس کی عبدیت کا یہ اعزاز تھا۔

لہذا عبدیت کہ جس کی وجہ سے لوگوں کو مغالطہ لگانا تھا اس کو استعمال کر کے اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ تم عبدیت میں بھی ان جیسے نہیں ہو تھا ری کی عبدیت زمین پر رہتی ہے لیکن ان کی عبدیت عرش پر جائی گی ہے۔ لیلاً اپنے عبد خاص کورات کے وقت سیر کرائی۔ سیر دن کے وقت بھی ہو سکتی تھی لیکن رات کے وقت سیر کیوں کرائی اس کی وجہ کیا ہے؟ اگر نبی علیہ السلام دن کے وقت سواری پر سوار ہوتے اور مسجدِ قصیٰ جاتے لوگ دیکھ رہے ہوتے پھر آزمائش نہ ہو سکتی، پھر امتحان نہ ہو سکتا، پھر

اس بیان پر اللہ کی ذات تو وراء لوراء ہے کہ جب کوئی کہے کہ سبحان اللہ تو اس کا یہ معنی نہیں کہ بندہ کوئی عیب ہٹا رہا ہے، اللہ کی طرف پا کی کی نسبت کر رہا ہے کہ میرا رب ہر عیب سے پاک ہے چونکہ یہ کام ہے سلب والا، نبی والا، تخلیہ والا ہے کہ اس ذات میں کوئی کمزوری نہیں ہے، کوئی کجھ نہیں ہے اس لئے یہ کام پہلے ہوتا ہے اور صفات کا تذکرہ جو شبوتو ہیں وہ بعد میں ہوتا ہے۔

اس آسان تی مثال سمجھنی ہو تو کلمہ شریف کو دیکھ لو کہ ”لَا إِلَهَ“ پہلے ہے ”لَا إِلَه“ بعد میں ہے، نبی پہلے ہے اور اثبات بعد میں ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے سبحان کو پہلے استعمال فرمایا ہے اور حمد کو بعد والی سورۃ میں استعمال فرمایا ہے۔ پورے ذخیرہ احادیث میں، پورے قرآن میں جہاں بھی تسبیح اور حمد کا اکٹھا ذکر ہوا تو یہی اسلوب رکھا کہ تسبیح کو پہلے بیان کیا اور حمد کو بعد میں بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَإِنْسَنْ غَفَرْزَةُ إِنَّهُ كَانَ تَوَابًا

(سورۃ النصر رقم 3)

اس میں سچ پہلے اور حمد بعد میں ہے۔ اسی طرح بخاری شریف کی آخری حدیث شریف میں ہے۔ سبحان اللہ و بِحَمْدِهِ سبحان اللہ الْعَظِيم

(صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ و نضع الموازن بالقسط

ہوں گے، سنت کے ترجمان کون ہوں گے۔ فرمایا آزمائش بھی کرنی ہے، عذاب بھی نازل نہیں کرنا، ان کو سوچنے کا موقع بھی دینا ہے اگر ابو جہل نہ مان سکے لیکن عکر مہ کو تو پیدا ضرور چل جائے یہ وجہات تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کورات کے وقت سیر کرائی گئی اگر دن کے وقت سیر کرائی جاتی تو آیت عظی کا ظہور ہوتا اس کے بعد منکر کی زندگی کے چانس ختم ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے پردے میں بھیجا ہے کہ انکار کرے گا پھر بھی اس کی زندگی کی گنجائش رہ جائے گی تاکہ جو جنگ میں مریں تو صحابہ کرام کے ہاتھوں سے مریں جو حق جائیں تو پھر آیت اترے کہ إِذَا جَاءَ  
نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفَأَجَأَ فَسْتَخْ  
بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ فِإِنَّهُ كَانَ تَوَابًا (سورۃ النصر رقم الآیہ 1,2,3)

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی شناورتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت قبول کرنے والا ہے۔ لیکن اگر سارے منکروں مشرک بھونے جا چکے ہوئے تو پھر افواج کے کہا جاتا، فوج درفوج غلام کیسے بنتے اس نے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو پردے میں بلا یا ہے تاکہ ان کے لئے بھی زندگی کے چانس باقی رہیں جو کل سوچیں اور محبوب کا حجہ نہ اکل اپنے ہاتھ میں کپڑ لیں۔

اس کے علاوہ رات کے انتخاب میں حکمتیں بے شمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سی عظمتیں رات کو دیں، لیلۃ اللجن جنوں کا ایمان لانا رات کے وقت ہے۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست کو آباد کرنے کے لئے مکہ شریف سے لکھتے تو وقت رات کا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں تمہیں رات کو سفر کرنا چاہیے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عَلَيْنِكُمْ بِالدُّلْجَةِ فَإِنَّ  
الْأَرَضَ ثُطُوئِ بِاللَّيْلِ (سنابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الدلجة رقم الحدیث: 2207) تم پر رات کو سفر کرنا لازم ہے کیونکہ رات کے وقت زمین سمیٹ دی جاتی ہے۔

ابو جہل، ابو مکر کا پوتہ نہ چلتا، پھر منکر اور صدیق کی شاخت نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے پردے میں رکھ کے رات کے وقت اپنے محبوب کو یہ سیر کرائی ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے مخالف کون ہے وفادار کون ہے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ صدیق کون ہے اور ابو جہل کون ہے۔ اس کو تو ازال سے پتہ ہے مگر قیامت تک لوگوں کو بتانا تھا کہ جس وقت میں نے محبوب کو چھپا کے عرش پہلایا ہے جس نے بغیر دیکھے سب سے پہلے صدیق کی ان کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے گا۔ جو اس کو عقل کے ترازو پر توالتا رہا اور منکر ہوا تو وہ ابو جہل بن گلیا اس کے بعد اس کی آگے ذریت تیار ہوتی رہی لہذا رات کا وقت تھا تاکہ آزمایا جاسکے، آزمائش ہو سکے اور امتحان ہو سکے۔ جو صادق ہے اس کو مرتبہ مل سکے اور جو منکر ہیں ان کا مواخذہ ہو سکے۔ اس بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے دن کے وقت لوگوں کے سامنے نہیں بلکہ رات کے وقت سیر کرائی اور اس کی قدریق کرنے والوں کے لئے فردوس کا اعلان فرمایا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی مقصد تھا کہ دن کے وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے اور منکرین اس کا انکار کرتے تو پھر اس آیت کے آجائے کے بعد منکرین کی زندگی کا کوئی چانس باقی نہ رہتا۔ پہلے پیغمبروں نے اپنی امتوں کو جو آیات دکھائیں تو اس کے بعد اگر امتوں نے نہیں مانا تو ان کو بھون دیا گیا اتنی بڑی آیت کے بعد اگر کہ شریف والے نہ مانتے تو پھر عذاب لانا پہلی سنت جاریہ کا تقاضا تھا کہ پہلے اگر حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹی پہاڑ سے نکلتی دیکھ کر نہیں مانتے تو یہ اس سے بڑا معاملہ ہے ایک محبوب علیہ السلام کی سواری چلی ہے، عرش پر گئے ہیں، واپس آرہے ہیں اب منکرین کے انکار کے بعد ان کی زندگی کے چانس ختم ہو جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا مقصد کیا ہے کہ اب انہیں اجتماعی طور پر جلانا نہیں، نہیں بھوننا نہیں اب انہیں بچا کے رکھنا ہے۔ صحابہ کرام سے ان کو سزا بھی دلوانی ہے اور ان کو سوچنے کا وقت بھی دینا ہے کیونکہ یہ نبی ہیں ختم نبوت والے، پہلے توبات چلتی رہی لوگ بھونے جاتے رہے اور پھر نسلیں پیدا ہوتی رہیں۔ اب اگر یہ سارے مارے گئے تو پھر کل حدیث کے راوی کون

پوچھا گیا کہ دونوں میں کتنے سالوں کا فرق ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چالیس سال کا فرق ہے کہ چالیس سال پہلے مسجد حرام بنی اور اس کے بعد مسجد قصی بنی۔

اس آیت میں ترتیب سے بھی واضح کر دیا گیا ان دو مسجدوں میں جو فضیلت اور تاریخ میں مقدم تھی اسے ہی ذکر میں مقدم کیا گیا۔ مسجد حرام سے مسجد قصی کی طرف سفر شروع ہوا تو اس کا مطلب کیا تھا؟ کہ اللہ کے نبی علیہ السلام اللہ کو ملنے جا رہے ہیں پھر بھی سفر مسجد سے مسجد کی طرف ہے۔ اس سفر کا آغاز مسجد سے ہے اور پھر درمیان میں مسجد ہے اس سے پہتے چلا کہ جو کچھ ملنے والا ہے اس کا تعلق مسجد سے ہوگا اور یہ اپنی امت کیلئے واضح کیا کہ اتنا بڑا کام ہے میرا کہ میں اپنے رب کو ملنے جا رہا ہوں پھر بھی مسجد سے جا رہا ہوں اور مسجد کی طرف جا رہا ہوں تمہیں اپنے کام کا ج چھوڑ کر مسجدوں کا سفر کرنا چاہیئے کیونکہ میں جب رب کو ملنے جا رہا تھا تو مسجد سے ہو کے جا رہا تھا۔

### إلى المسجد الأقصى ..... مسجد قصی تک

قصی کا معنی ہے دور والی مسجد، مکہ شریف سے مسجد قصی جانے تک تیس دن لگتے ہیں اس لحاظ سے دور تھی۔ اس وقت قصی اس لحاظ سے کہا گیا کہ اس وقت میں مکہ شریف آباد تھا جو کائنات کی ناف ہے ساری کائنات وہاں سے بنائی گئی اس کو اصل بناء کے لحاظ سے مسجد قصی کہا، دور والی مسجد پہلے اس کا وصف تھا پھر اس کا نام ہی دور والی مسجد پڑ گیا۔ اس وقت اس مسجد کے آگے اور کوئی دوسری مسجد تھی ہی نہیں، یہی مسجد تھی مسجد حرام قریب والی مسجد اور مسجد قصی دور والی مسجد۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج پر لے جانے سے پہلے مسجد قصی پہنچا یا ہے تاکہ اور بھی حکمتوں کا اظہار ہو جائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد قصی تک جانا اس کی حکمتوں بھی بے شمار ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سفر کی ہر حکمت عظیم ہے اور عجیب ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے بلا لیتا تو اس میں اللہ کی قدر توں میں کوئی کمی نہ تھی۔ کچھ مفسرین نے کہا کہ مسجد قصی کے اوپر

رات کے وقت زمین کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور پھر یہ ارشاد فرمایا کہ إذا مَضَى شَطْرُ الْلَّيْلِ أَوْ ثُلُثَاهُ يَنْزَلُ اللَّهُ تَبَارَكُ وَتَعَالَى إِلَى السَّمَاءِ الْأَذْنِيَاءِ فَيَقُولُ هُلْ مِنْ سَائِلٍ يُعْطَى هُلْ مِنْ دَاعٍ يُسْتَجَابَ لَهُ هُلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ يُغْفَرَ لَهُ حَتَّى يَنْفَرِجَ الصُّبْحُ (صحیح مسلم کتاب صلوة المصافرین باب الترغیب في الدعا رقم الآية: 1263) جب رات کا نصف حصہ یا دو تھائی حصے گزر جاتے ہیں تو رب ذوالجلال آسمان دنیا پہ جلوہ گر ہوتا ہے پھر اس کی طرف سے اعلان ہوتا، کیا ہے کوئی معافی مانگے والا جس کو میں معافی دے دوں یہ اعلان صبح تک ہوتا رہتا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پہ جلوے لے آتا ہے اور اپنے بندوں کو بلا تا ہے تو پہتے چلا کہ دن کی بجائے رات کا وقت زیادہ موزوں وقت ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ عام بندوں کو خاص قرب دے دیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے سفر معراج کے لئے رات کے وقت منتخب فرمایا ہے۔ ان حکمتوں میں سے یہ چند حکمتوں ہیں جو اسلوب حدیث میں ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کو اپنے ہاں بلایا تو سیر کا آغاز کہاں سے ہوا۔

### من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى

یہ سفر مسجد سے شروع ہوا اور مسجد کی طرف تھا۔

مسجد حرام پہلے ہے اور مسجد قصی بعد میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای مسجد و وضع فی الأَرْضِ أَوْ قَالَ الْمَسِّيْدُ الْحَرَامُ قَالَ فَلَمْ تُمْأَدِ فَأَلَّا الْمَسِّيْدُ الْأَقْصَى فَلَمْ كُمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً (صحیح بخاری کتاب احادیث الانبياء باب قول اللہ تعالیٰ واتخذو امن مقام ابراہیم مصلی رحمۃ الرحمۃ: 3115)

زمین پہ سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجد حرام پھر سوال کیا کہ اس کے بعد کون سی مسجد بنائی گئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجد قصی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

سیدھا آسمانوں میں وہ دروازہ تھا اس لئے وہاں پہنچایا گیا تا کہ نبی علیہ السلام کی طبیعت پر کچھ گہرا ہٹ طاری نہ ہو۔ ترچھا لے جائیں گے تو یہ سفر اور طرح کا ہوگا۔ سیدھا اور لے جائیں گے تو یہ سفر اور طرح کا ہوگا۔ چونکہ مسجد قصی کے اوپر وہ دروازہ ہے جہاں پر رب زوال جلال نے محبوب علیہ السلام کے اوپر جانے کا اہتمام کر رکھا تھا قرآن مجید سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رب کی قدر تین تو رب کی قدر تین ہیں۔ جب قرآن میں اللہ کے ایک بندے کی طاقت کا ذکر ہوتا ہے۔

جائے۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے کہ میں عرش پر گیا ہوں تو ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہو گی کہ فوراً کوئی کتاب نہ میں اور پوچھیں کہ عرش پر فلاں چیز کیسی ہے، فلاں چیز کیسی ہے؟ کیوں کہ ان میں سے کوئی عرش پر گیا نہیں ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اگر یہ اس بات کو چیک کرنا چاہیں تو کوئی ان کے پاس معیار موجود ہو، کوئی ان کے پاس دلیل موجود ہو۔ تو یہ مشرکین کہ مقصی کے گئے ہوئے ہیں، مقصی کو انہوں نے دیکھا ہوا ہے اور یہ بھی ان سب کو پتہ ہے کہ یہ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قصی کو نہیں دیکھا ہوا۔ جس وقت یہ محبوب علیہ السلام واپس آ کر اعلان کریں گے کہ میں عرش پر گیا ہوں تو مقصی سے ہو کے گیا ہوں۔ اب وہ کہیں گے ہم ان کو آزماتے، ان سے پوچھتے ہیں کہ مقصی کی الماریاں کتنی ہیں، اس کے دروازے کتنے ہیں، ان کو موقع عمل جائے گا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کر سکیں، اپنے آپ کو یقین دلا سکیں۔

اس واسطے اللہ تعالیٰ نے پہلے مقصی میں پہنچایا پھر اپنے پاس بلا یا جب نبی علیہ السلام واپس آئے اور یہ ارشاد فرمایا کہ رات کے تھوڑے سے حصے میں جو فاصلہ مسجد حرام سے مسجد قصی کا ہے میں نے طے کیا، وہاں سے آسمانوں تک پہنچا، وہاں سے ہو کے واپس آگیا ہوں تو قریش مکہ نے بغلیں بجانا شروع کر دیں کہ آج تو یہ نہیں بچ سکیں گے۔ ہم ابھی مواغذہ کرتے ہیں، عرش کو ہم نے دیکھا نہیں مگر مسجد قصی تو ہم نے دیکھی ہوئی ہے، ہم ان سے اثر و یوکریں گے، سوالات کریں گے تو معاذ اللہ یا ان کا جواب نہیں دے سکیں گے تو پھر ان کا جھوٹ معاذ اللہ لوگوں کے سامنے

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تھا کہ  
یَا أَيُّهَا الْمُلَائِكَةِ إِنَّمَا يَنْهَا مَنْ يَأْتُونَ بِعَزَّ شَهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يَأْتُونَ بِنَفْسِهِ مُسْلِمِينَ  
اے دربار یوں تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے  
قبل اس کے کہ وہ میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہوں۔  
کون ہے جو بلقیس کا تخت اٹھا کے لے آئے۔ مہینوں کا سفر ہے اور میلوں میں وہ تخت ہے اس کو اٹھا کے لانا ہے۔ قال اللہ عنده علم من  
الْكِتَابِ أَنَا أَتَيْكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرَنَّ إِلَيْكَ طَرْفَكَ

(سورہ السمل رقم الایہ: 40)  
اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔ ادھر اللہ کا ایک بندہ جو اتنا پاوفل ہے کہ وہ میلوں دور، وزنی تخت لے آیا اور آنکھ جھپکنے سے پہلے لا یا اس سے پتہ چلا کہ جس کے بندوں کا اتنا کمال ہے اس کی اپنی طاقت کا کمال کیا ہوگا۔

اگر یہیں مسجد حرام سے سفر ہوتا تو پل سے پہلے پہنچا دیا جاتا کوئی بعد نہ تھا لیکن مسجد قصی پہنچانے میں مقصد یہ تھا جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آ کے بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی دعوت میں یہ اسلوب رکھا ہے کوئی ماننے والی چیز کسی کے سامنے یوں پیش نہ کرو کہ وہ جلدی سے منکر بن جائے۔ اس کے لئے دروازے کھلے رکھو، اس کو سوچنے کا موقع دو تا کہ اسے ایمان نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کو مسجد حرام سے مسجد قصی تک پھر مسجد قصی سے آسمان تک اور پھر عرش تک پہنچایا

کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الَّذِي بَارَكَنَا حَوْلَهُ، وَجَسَّ کے اردوگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔

ان برکتوں کے ہوتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کے قدموں کی جو برکت ہے وہ ایک مزید سوغات تھی۔ رسول اکرم ﷺ کا یہ سفر اس بات کی بھی علامت تھا کہ سورہ بنی اسرائیل جس رکوع کے آغاز میں معراج کا تذکرہ ہے اسی رکوع میں آگے گے جا کر اس کو بیان کیا کہ بیت المقدس پر لوگوں نے حملے کے وراس کے نقدس کو پامال کیا گیا اس کا بھی تذکرہ موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ یہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ اے قصیٰ تیرے نقدس کو بار بار پامال کیا گیا، اے بیت المقدس تیری عظمتوں پر لوگوں نے بار بار حملے کئے ہم تمہیں اس کی جزا دینے لگے ہیں جو لوگوں کے پلید قدموں کی وجہ سے تمہارا نقدس پامال ہوا ہے ہم تمہاری طرف وہ محبوب علیہ السلام لارہے ہیں جن کے تلوں کو عرش بھی چونے والا ہے۔ مسجد قصیٰ آپ ﷺ کا اس نے لایا گیا تاکہ قصیٰ کو اس کا عوض اور اس کی جزا اعلیٰ جائے جو نقدس اس کا پہلے پامال ہوا تھا اب وہ نقدس اپنچھے طریقے سے بحال ہو جائے۔

سید عالم ﷺ کا انتظار اگر عرش کو ہے تو مسجد قصیٰ کو بھی ضرور ہے اور آج تک قصیٰ اس سے مشرف ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قصیٰ بلا یا اور رسول اللہ ﷺ نے تمام انبیاء و رسول عظام علیہم السلام کی امامت فرمائی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے عرش پر تشریف لے گئے۔

الَّذِي بَارَكَنَا حَوْلَهُ۔۔۔۔۔ وہاں پر برکتیں ظاہری بھی ہیں، اور وہاں پر برکتیں باطنی بھی ہیں۔ ظاہری برکتیں یہ ہیں کہ وہاں ہر یا می ہے، سبزہ ہے، کھیق ہے، پھول ہیں لیکن جو سب سے بڑی برکت ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں کے مزارات ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی آرامگاہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن کو شان بیوت و رسالت سے نوازا ہے وہاں ان کی جلوہ گری ہے اور اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ جہاں ایسی ذاتیں موجود ہوں وہاں

ثابت ہو جائے گا۔ یہ اصل مقصد تھا رسول اللہ ﷺ کو مسجد قصیٰ لے جانے کا تاکہ وہ سوالات تو کریں اور پھر محبوب علیہ السلام ان کو جواب دیں تو ان کی طرف سے کوئی بہانہ باقی نہ رہ جائے تشقی کے سارے ذرائع ان کو دے دئے جائیں۔ پھر بعد میں بالکل ایسا ہی ہوا کہ جب محبوب علیہ السلام واپس آئے تو قریش نے کہا کہ ہم پوچھیں گے، بتاؤ مسجد قصیٰ کے دروازے کتنے ہیں، کھڑکیاں کتنیں ہیں مشرق میں کیا ہے، مغرب میں کیا ہے، محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں زمین سمٹی تھی قصیٰ میرے سامنے تھی میں ہر جیز گر رہا تھا، ہر چیز مشترک ہے میں کہ بتا رہا تھا۔ لہذا ان کو موقع فراہم کیا گیا کہ تم اپنے ذرائع سے چیک کرو۔ اپنے طور پر تسلی کرو کہ یہ وہ محبوب علیہ السلام ہے جن کو رب ذوالجلال نے ایسی شان میں عطا فرمائی ہیں۔

اور مسجد قصیٰ میں جانے کا ایک سبب یہ بھی تھا جس قبلہ کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھی ہیں اس قبلہ کا دیدار بھی کرادیا جائے اور پھر یہ بھی تھا وہ نبیوں کی بھرت کی جگہ ہے۔

محبوب علیہ السلام کی سیرت کا ایک گوشہ یہ بھی تھا کہ جہاں دیگر بنی پنچہ ہیں محبوب علیہ السلام تم بھی وہاں پر پنچ جاؤ۔

اور نبی علیہ السلام کو وہاں لے جانے بہت بڑا سبب یہ بھی تھا۔ کہ حشر کی جو زمین ہے وہ فلسطین کی زمین ہے جہاں حشر پا ہو گا اور یہ شام کا ہی حصہ ہے، تو محبوب علیہ السلام کو وہاں پہنچایا گیا کہ کل جب حشر پا ہو گا اے محبوب علیہ السلام تمہارے قدم اس زمین پر لگ جائیں گے تو غلاموں کے پہنچنے سے پہلے بہاریں آچکی ہو گی، تمہارے غلاموں کو اس زمین سے راحت ملے گی، تمہارے غلاموں کو اس زمین سے سکون ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کو اپنے ہاں بلانے سے پہلے قصیٰ میں پہنچایا ہے تاکہ محبوب علیہ السلام کے قدموں سے قصیٰ کو بھی برکتیں حاصل ہو جائیں اور غلاموں کے لئے حشر کے دن کا سامان بھی ہو جائے۔ وہاں پر اللہ تعالیٰ کے انبیاء کے مزارات ہیں اور وہ ایسا مقام ہے جس

شکل میں دیکھا تو مجھ سے میرے رب نے پوچھا کہ محبوب یہ بتاؤ کہ ملاعیلی کے فرشتے کس بات میں جھگڑا کر رہے ہیں تو میں نے عرض کی۔  
أَنْتَ أَعْلَمُ ... اَنَّهُ تَوْزِيْدُ جَاهِنَّمَ ...

فَالْفَوْضَعُ كَفَهَيْنَ كَتِيفَيْنَ فَوْجَدْتُ بَرَدَهَايْنَ ثَدِيَّيْنَ ...  
اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان میں رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک کو سینے میں محسوس کیا۔

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ... اس کی وجہ سے جو کچھ زمینوں میں تھا اور جو کچھ آسمانوں میں تھا ہر چیز کا علم میرے سینے میں جمع ہو گیا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: پس دانستہ بر چہ در آسمان ہا و ہر چہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن۔۔۔

پس میں نے سب کچھ جان لیا جو کچھ زمین و آسمان میں تھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ زمین و آسمان کے تمام علوم کلی و جزوی جتنے بھی تھے میں نے ان کا احاطہ کر لیا۔

یہ نہیں فرمایا کہ جو فلاں شہر میں تھا یا جو فلاں ملک میں تھا یا جو فلاں صدی میں تھا اس کا علم مجھے آگیا بلکہ آپ ﷺ نے مطلقاً فرمادیا کہ پوری زمین پر جس زمانے میں جو کچھ ہے، یا جو کچھ ہو گا ایسے ہی آسمانوں میں جو کچھ ہو یا جو کچھ ہے یا جو کچھ ہو گا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا فیض ہے کہ ہر چیز کا علم میرے سینے میں جمع ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ ”وفی روایة الترمذی“ ترمذی کی روایت میں ہے کہ

فَجَلَّ لِي كُلُّ شَيْءٍ عَوْرَفْتُ ... دُنْيَا كی ہر چیز میرے لئے روشن ہو گئی اور مجھے ہر چیز کی معرفت آگئی۔

ایک ہوتا ہے علم اور ایک ہوتی ہے معرفت، دونوں کا مطلب جدا جادہ ہے علم کلی کا ہوتا ہے اور معرفت عام ہے کہ وہ جزوی کی بھی ہے اور کلی کی بھی ہے تو یہاں پر واضح کر دیا کہ صرف علم نہیں معرفت ہے، صرف معرفت نہیں مجھے علم ہے۔ رب ذوالجلال نے مجھے دونوں چیزیں عطا کر دی ہیں

برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ ان کے قدموں کی وجہ سے برکتیں میسر آتی ہیں لہذا اس حیثیت کو بھی قرآن مجید نے واضح کر دیا کہ اللہ کے انبیاء کرام علیہم السلام جو بعد از وصال بھی زندہ ہوتے ہیں ان کا پیکر تو پیکر رہا ان کے کفن مبارک کو بھی مٹی نہیں کھا سکتی۔ ان کی اس عظمت ظاہر کرنے کے لئے رب ذوالجلال نے بارکنا کا لفظ استعمال فرمایا ہے

اس مقام پر رسول اللہ ﷺ کے اس عظیم سفر کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لِتُرِيهَ مِنْ أَكْيَاتِنَا ... تاکہ ان کو ہم اپنی بعض نشانیاں دکھا دیں۔ اس کو رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کی سند بالکل صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ فِيمَ يَحْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ فَقُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ فَوْضَعَ كَفَهَ بَيْنَ كَتِيفَيْ فَوْجَدْتُ بَرَدَهَا بَيْنَ ثَدِيَّيْنَ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَفِي روایة الترمذی فَتَجَلَّ لِي كُلُّ شَيْءٍ عَوْرَفْتُ وَتَلَّا (وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلْكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوْقِيْنَ (مشکوٰۃ المصایب کتاب الصلوٰۃ باب المساجد) مواضع الصلوٰۃ الفصل الثاني ص: 70 قدیمی کتب خانہ کراچی)

میں نے اپنے رب کو خوبصورت شکل میں دیکھا اللہ تعالیٰ نے پوچھا محبوب علیہ السلام یہ بتاؤ کہ ملاعیل کے فرشتے کس بارے میں جھگڑا کر رہے ہیں میں نے عرض کی تو زیادہ جانتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان میں رکھا جس کی ٹھنڈک کو میں نے اپنے سینے میں محسوس کیا تو میں نے جو کچھ زمین و آسمان میں تھا سب کچھ جان لیا۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ میرے لئے ہر چیز روشن ہو گئی اور مجھے معرفت حاصل ہو گئی اور پھر رسول اکرم ﷺ نے آیت کریمہ کی تلاوت کی ”اسی طرح ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کے ملکوت کی سیر کرائی تاکہ وہ یقین والوں میں ہو جائیں۔“ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو خوبصورت

ہے؟ اس گھر کی کتنی منزلیں ہیں اس گھر میں ایک صندوق ہے، اس کے اندر ایک پرس پڑا ہے اس کے اندر کیا ہے۔

شیخ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کے ملکوت دکھائے۔ اور ہمارے محبوب علیہ السلام کو معرفت عطا کی اور اس کا علم بھی عطا کیا۔

تو اس کا مطلب بتائیں یہ ہے کہ جیسے کوئی مینار پاکستان پر چڑھ کے لاہور کی عمارتیں دیکھ رہا ہو اور دوسرا یہ کہ بلڈنگ کے اندر جو کچھ ہے وہ بھی نظر آ رہا ہو اس بلڈنگ کے اندر جو پردے ہیں، پر دوں کے اندر بھی نظر آ رہا ہو۔ یہ تو چھوٹی سی مثال ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھنے پر آئے تو زمین و آسمان کے ملکوت دیکھے، ہر چیز کا ڈھانچہ نظر آ گیا۔ ہمارے محبوب علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت رکھا تو اس کا مطلب کیا تھا؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہر ظاہر کو بھی دیکھا، ہر باطن کو بھی دیکھا، ہر ذات کو بھی دیکھا، ہر صفت کو بھی دیکھا، پوری کائنات اور پوری زمین کی ہر عمارت نظر آئی، ہر پہاڑ نظر آیا، ہر پہاڑ کے دامن میں اور پہاڑ کے پیٹ میں چھپا ہوا کیڑا نظر آیا، کائنات کے ہر فرد کا ظاہر بھی نظر آیا، اس کا باطن بھی نظر آیا، ذات بھی نظر آئی، صفات بھی نظر آئیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہنے لگے رب ذوالجلال نے ہمارے محبوب علیہ السلام کو جو مشاہدہ دیا ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشاہدے سے کروڑوں بار بڑا مشاہدہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے۔

ولیکُونَ مِنَ الْمُوْقِنِينَ .... ہم ان کو دکھائیں زمین و آسمان کے ملکوت تاکہ وہ مزید تلقین والے بن جائیں

اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت است درمیان ایں د رویت زیر اکہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان و زمین را دید و حبیب علیہ السلام ہر چہ در آسمان و زمین بود حالی از ذات و صفات و ظواہر و بواسطہ ہمہ را دید و

ہر چیز کے بارے میں مجھے مطلع کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ارشاد فرمایا:

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلْكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ  
ایسے ہی ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کے ملکوت دکھاتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ کو حدیث پاک میں بطور حوالہ پیش کرتے ہوئے ہمارے نبی علیہ السلام فرمانے لگے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ایک دیدار کرایا تھا، کس کا دیدار کرایا تھا؟ زمین و آسمان کے ملکوت کا۔—وَلَيَكُونَ مِنَ الْمُوْقِنِينَ تاکہ وہ یقین والوں میں ہو جائیں۔ مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ انکو مزید بلند مقام پر فیض یاب کرنا چاہتا ہے۔ لئریہ میں آیات تھا۔ تاکہ ہم دکھائیں محبوب علیہ السلام کو بعض نشانیاں۔

اور ادھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کے ملکوت دکھائے۔ تو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس بات کی وضاحت کرتے ہیں۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر ہوتے ہوئے زمین و آسمان کے ملکوت کی سیر کرائی وہ سارے ملکوت اللہ کی ایک آیت کا حصہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بلا کے اپنے تمام ملکوت کی سیر کرایا اور میرا مشاہدہ اتنا کسی کو میسر نہیں ہے جتنا مشاہدہ میں نے اپنے محبوب علیہ السلام کو کرایا ہے۔ ادھر زمین و آسمان کے ملکوت ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائے گئے، ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنی ذات کا دیدار کرایا ہے۔

اشعہ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی ”علمث“ اور ”غرفث“ کا فرق بیان کرتے ہوئے اس بات کو واضح کیا کہ مثال کے طور پر ایک شہر ہے اور ایک آدمی اوپنجی بلڈنگ پر کھڑا ہو جائے اس کو شہر کی ساری بلڈنگوں کی چھتیں نظر آتی ہیں۔ ایسے ہی لاہور میں مینار پاکستان پر کوئی چڑھ جائے تو اس کے اردو گرد کی عمارتیں اس کو نظر آتی ہیں۔ اس بندے کو ساری عمارتیں نظر آ رہی ہوتی ہیں لیکن اس کو یہ پہنچیں کہ اس کے اندر کیا

رب کے محب ہیں، بحیثیت محب ان کو یہ شان دی گئی کہ محب خدا ہیں وہ محب محبت میں آگے بڑھنا چاہتا ہے اسی واسطے فرمادیا۔ ولیکون من المؤمنین۔ یقین پہلے بھی ہے مگر یقین کو مزید معراج کروانی تھی، ان کا مقام اس سالک اور طالب جیسا ہے جو آگے بڑھ رہا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ دکھایا جا رہا ہے تو ان کی محبویت کی وجہ سے، اپنی ذات کے جلوے بھی دکھائے جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت محب آگے بڑھے۔ جتنا محب اور محبوب میں فرق ہے اتنا دونوں کی رویت میں بھی فرق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، رب چاہتا ہے کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت محبوب کائنات بھی دکھائی جائے اور اپنی ذات کا دیدار بھی کرایا جائے۔ یہ ہمارے محبوب علیہ السلام کا اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا دیدار عطا کیا اس کے شمن میں اللہ تعالیٰ نے ملکوت کی سیر بھی کرادی ہے اور دوسرا شان وعظت کیا عطا فرمائی کہ حبیب کا درجہ پہلے دیا ہوا ہے، وہ خلیل ہیں یہ حبیب ہیں، خلیل رب کی ذات سے غرض کی وجہ سے پیار کرتے ہیں اور حبیب وہ ہیں جو بغیر غرض کے اپنے رب سے پیار کرنے والے ہیں۔ یاد رہے کہ خلیل کی غرض دنیا کی نہیں بلکہ وہ غرض بھی دین کی غرض ہے کہ میرا رب مجھے مزید اونچا مقام دے کر مجھے محبوب بنادے، خلیل تو پہلے بنایا ہوا ہے لیکن حبیب رب کے محبوب ہو کے پھر بھی پیار کر رہے ہیں۔ ہمارے نبی علیہ السلام کو مقام حبیب پر پہلے ہی فیض کر دیا ہے اب اس سے آگے جو رب کی ذات کے ساتھ پیار ہے وہ بھی بغیر غرض کے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خود اپنی ذات کا حبیب قرار دے دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے واضح کیا۔ لئویہ من آیاتنا۔ تاکہ ہم انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں یہ اسراء کی علت اور اس کا سبب ہے۔ یہ سیر کیوں کرائی؟ تاکہ ہم دکھائیں اس عبد خاص کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔

خلیل حاصل شد مراد را یقین بوجوب ذاتی و وحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین چنانکہ حال ابل استدلال و ارباب سلوں و محبان و طالبان میباشد و حبیب حاصل شد مراد را یقین وصول الى اللہ اول پس ازان دانست عالم را بحقائق آنرا چنانکہ شان مجد و بان و محبوبان و مطلوبان است و اول موافق است بقول مارایت شینا الا رایت اللہ بعدہ و ثانی به مارایت شینا الا رایت اللہ قبلہ (اشتہ المعمات ج: 1 ص: 333 کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

اہل تحقیق کہتے ہیں کہ ان دو دیداروں میں واضح فرق موجود ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین و آسمان کے ملکوت کو دیکھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین و آسمان میں موجود ہر چیز کی ذات و صفات، ظاہر و باطن کو دیکھا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو زمین و آسمان دیکھنے کے بعد وحدت حق اور واجب ذاتی کا (اعلی) یقین حاصل ہوا جو اہل استدلال، ارباب سلوک، محبان و طالبان کو حاصل ہوتا ہے یہی ان کا مطلوب ہے اور حبیب علیہ السلام کو اللہ کی ذات تک پہنچنے کا یقین حاصل ہوا اس کے ذریعے عالم کے جملہ حقائق کو جانا جیسا کہ محبوبوں کی شان ہے۔ پہلا قول اس کے مطابق ہے جو کہہ کہ میں نے جس چیز کو بھی دیکھا اس کو دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور دوسرا قول اس کے مطابق ہے جس نے کہا کہ میں نے جس چیز کو بھی دیکھا اس کو دیکھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اس جگہ دکھانے کا ذکر پہلے کیا اور علت کا ذکر بعد میں کیا کہ یہ زمین و آسمان کے ملکوت دیکھیں گے تو مزید ان کو یقین مل جائے گا لیکن معراج رسول علیہ السلام میں آپ ﷺ کو محبویت پہلے دے دی ”لئویہ“ بعد میں کہا ہے تو مطلب یہ بناتے کہ ایک ہے بحیثیت محب دیکھنا اور ایک ہے بحیثیت محبوب دیکھنا، ایک ہے بحیثیت طالب دیکھنا، ایک ہے بحیثیت مطلوب دیکھنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو ملکوت دکھائے گئے، اپنی ذات کا دیدار نہیں کرایا صرف ملکوت دکھائے تو اس لئے کہ وہ

لَنْرِيَهُ مِنْ أَيَّاتِنَا... تَاَكَهُمْ دَكَاهَنِيَّ اَنْ كَوَافِنِيَّاَنْ -

اللَّهُ تَعَالَى نَعَذَنَّ دَكَاهَنَّ نَعَذَنَّ كَيْنَ اَنْ كَوَافِنِيَّاَنْ -  
هُوَوْ كَمْ مِنْ تَجْهِيَّهُ اَپَنِي ذَاتَ دَكَاهَنَّ نَعَذَنَّ وَالاَهُوَوْ تَوْ مُحَبُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوَكَوَيْ -  
جَهْجَكْ نَبِيَّنِيَّ هُوَيْ - مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَيْ - آنْكَهَنَّ كَيْ طَرَفَ پَھْرِيَّ نَهْ -

حدَسَ بِڑِھِي

گَلَکَشِکِیَّ لَگَكَهُ كَمْ حَمْبُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَپَنِي رَبَكَوَدَكَیْهَتَهَ رَهَهَ -

اللَّهُ تَعَالَى نَعَذَنَّ اَپَنِي کَلَامَ کَا آنْغَازِ سَجَانَ سَعَ کَيْا کَهُ اللَّهُ تَعَالَى سَبَ سَعَ بِڑَا  
فَتَحَهَهَ -

ایکَ گَفَنَگُو کَرَنَے والے کیلئے یہ ضروری ہے کہ جس سے گَفَنَگُو کرنا چاہتا ہے  
اس کے چہرے کو دیکھے تاکہ اس کے مطابق گَفَنَگُو کر سکے کہ وہ جو نظریہ  
پیش کر رہا ہے لوگ اس کو قبول کر رہے ہیں یا اس میں شک کر رہے ہیں  
لوگوں کو اس میں شک ہے تو مزید کوئی حوالہ پیش کروں اگر شک نہیں  
ہے تو پھر اس بات کو دیسے ہی بیان کروں اگر بہت زیادہ شک ہے کہ  
مقابلے میں انکار موجود ہے تو پھر بہت زیادہ تاکید کی ضرورت ہے - یہ  
سب کچھ ایک گَفَنَگُو کَرَنَے والے کو دیکھنا پڑتا ہے، یہ گَفَنَگُو کَرَنَے والے  
لوگوں کے چہروں کو دیکھتا ہے جبکہ اللَّهُ تَعَالَى تو لوگوں کے دلوں کو بھی دیکھتا  
ہے۔ اس موقع پر اللَّهُ تَعَالَى لوگوں کے دلوں کو دیکھ رہا تھا کہ اس معراج  
کے موقع پر جب میرے محبوب عَلَيْهِ السَّلَامُ کی عظمت کا اظہار ہو گا تو کوئی  
یہ کہے گا اور کوئی وہ کہے گا۔ اللَّهُ تَعَالَى نے پہلے نمبر پر لفظ ہی یہی بولا تاکہ  
قیامت تک لوگوں کا اعتراض دور ہو جائے۔

سَبْحَانَ اللَّهِ الَّذِي أَسْنَى بِعَيْدَهِ لَيْلًا... پاک ہے وہ ذات جس نے  
اپنے بندے کورات کے تھوڑے سے حصے میں سیر کرائی۔

لفظ سَجَانَ کے بولنے کا تقاضا تھا کہ لوگ منکر ہوں گے اور اس کا انکار  
کریں گے۔ ان کے انکار سے پہلے ان کو جواب مل جانا چاہیے کہ ذات  
سیر اکرار ہی ہے کہ جس کی قدر تیس کامل ہیں اور سیر اس نے اپنے عبد کو  
کرائی ہے۔ عبد صرف بے جان جسم نہیں کہا جاتا، عبد صرف روح کوئی نہیں  
کہا جاتا۔ اللَّهُ تَعَالَى نے رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ذات پر عبد کا اطلاق کر دیا

اللَّهُ تَعَالَى نَعَذَنَّ دَكَاهَنَّ کَيْ طَرَفَ نَبَتَ کَيْ اپَنِي ذاتَ کَيْ طَرَفَ کَيْ، نَبِيَّنِي  
کَہَہَمْ نَعَذَنَّ اَسَے سِيرَ کرَائِي تَاَكَهُمْ دَكَاهَنِيَّ اَنْ کَوَافِنِيَّاَنْ -  
تَاَكَهُمْ اَپَنِي عَبدَ کَوَدَكَاهَنِيَّ اَپَنِي آيَاتَ تَوَسَّ کَمْ طَلَبَ کَیَا تَحَا؟ اَدَھَرَ  
حَضَرَتَ کَلِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعَذَنَّ کَہَا تَحَا - رَبَّ اَرَنِي اَنْظَرَ الْيَكَ (سورہ  
الاعراف رقم الآیۃ: 143) اے میرے رب مجھے اپنا آپ دکھا۔

تو اللَّهُ تَعَالَى نَعَذَنَّ فَرَمَیَا کَهُ "لَنْ تَرَانِي" تم مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکتے -  
دیکھنے کی نسبت میں اور دکھانے کی نسبت میں بڑا فرق ہے۔

حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کَہَہَتَ بِیں یا رب مجھے اپنا آپ دکھا تو جواب ملتا  
ہے دکھاؤں کیسے کتم مجھے دیکھ نہیں سکتے۔ نَبِيَّنِي فرمایا کہ میں دکھایا ہی  
نہیں جا سکتا یا میں دکھانیں سکتا۔ اللَّهُ تَعَالَى نَعَذَنَّ فرمایا کہم اپنی صلاحیت  
کی بات کرو، دیکھو پہاڑ کی طرف، فَإِنْ اسْتَقْرَرَ مَكَانَهُ، فَسُؤْفَ تَرَانِي  
۔ اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو پھر تم دیکھ لو گے۔ وہاں پر کلِيمَ کے جملے تھے  
”آرَنِي“ اے اللَّهِ مجھے اپنا آپ دکھا تو جواب ملا ”لَنْ تَرَانِي“ تم مجھے  
ہر گز نہیں دیکھ سکتے۔

جس وقت اللَّهُ تَعَالَى نَعَذَنَّ محبوب عَلَيْهِ السَّلَامُ کا ذکر کیا تو اللَّهُ تَعَالَى نَعَذَنَّ فرمایا کہ  
فرمایا کہ ہم نے تمہیں سیر کرائی تاکہ تم دیکھو بلکہ اللَّهُ تَعَالَى نَعَذَنَّ فرمایا کہ  
دیکھنا میرے دکھانے پر مرتب ہو گا اور میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کلِيمَ اور  
حسیب میں فرق کیا ہوتا ہے؟ کلِيمَ اللَّهُ تَعَالَى کی بارگاہ میں کہتے ہیں کہ مجھے  
اپنا آپ دکھا تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ تم دیکھ نہیں سکتے۔ میرے  
حسیب یہ نہیں کہیں گے کہ مجھے اپنا آپ دکھا بلکہ میں خود کہتا ہوں کہ محبوب  
عَلَيْهِ السَّلَامُ میں نے تَجْهِيَّهُ اپنا آپ دکھانے کیلئے بلا یا ہے۔ لَنْرِيَهُ مِنْ أَيَّاتِنَا  
۔ تاکہ ہم انہیں دکھانیں حالانکہ چاہتہ تورسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ہے کہ  
رب کا جلوہ دیکھیں۔

اگر یہاں رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنی زبان سے کہیں تو خدا شہ ہو گا کہ وہاں  
انکار ہوا تھا لیکن اب پتہ نہیں جواب کیا ہوتا ہے۔ اللَّهُ تَعَالَى نَعَذَنَّ وہ موقع  
بننے ہی نہیں دیا کہ میرے محبوب عَلَيْهِ السَّلَامُ کو پوچھنا پڑے ہم خود ہی  
بیان کر دیتے ہیں۔

ہم نے اس کو س طرح نازل کیا، ہم نے ٹھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا تاکہ محبوب علیہ السلام کا دل کلام اپنی کے جلال کو برداشت کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑی و حجی کے نزول کے وقت عرش پر نہیں بلا یا اگرچہ طاقت اس وقت بھی تھی مگر مقصد یہ تھا کہ محبوب علیہ السلام جب یہاں پہنچے آئیں تو بے ہوش نہ ہو جائیں، معمولی سی گھبراہت بھی نہ ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کی مقدس آیات بار بار نازل کر کے پہلے لوگوں پر واضح کیا کہ ان کا دل پہاڑوں سے بھی مضبوط ہے، پہاڑوں سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ اس کے بعد پھر عرش بلا لیا ہے اور لوگوں کو بتایا ہے بے وجہ نہیں وہاں ایک جلوے سے طوریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور یہاں کروڑوں جلوے بھی پاتے ہیں تو کچھ بھی نہیں ہوتا کیوں؟ اس لئے کہ جب زمین پر تھے اور اتنے طاقتور تھے جس کو پہاڑ برداشت نہیں کر سکتے تھے، انہوں نے پھر بھی قرآن کو برداشت کیا ہے۔ اب تو یہ میرے قرب میں آ گئے ہیں اب ان کی پاور پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کروڑا جلوے نے نازل کئے نبی علیہ السلام پر کوئی گھبراہٹ طاری نہیں ہوئی اور یہ بتایا کہ طور کا معاملہ اور ہے محبوب علیہ السلام کے نور کا معاملہ اور ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں بلا یا کہ سب سے پہلے اپنا جلال و حجی کی شکل میں نازل کیا اور وحی کی شکل میں وہ جلال آتا رہا ہے نبی علیہ السلام اس کو برداشت کرتے رہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاں بلا لیا کہ وہاں صرف کلام ہی نہیں بلکہ اپنی ذات کا دیدار بھی عطا کیا کیوں کہ کلام کا تعلق تو کانوں کے ساتھ ہوتا ہے اور دیدار کا تعلق آنکھوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے پیکر کو نوازا چاہتا تھا کہ صرف آنکھوں کو ہی نہیں میرے محبوب علیہ السلام کے مکمل جسم کو میرے نور سے سیرابی حاصل ہو جائے۔ اس موضوع کے لحاظ سے یہ مختصر سی لفتوں ہے جس کو سننے اور سننانے کی توفیق حاصل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام کی مہکتی معراج کا صدقہ ہمارے ظاہر و باطن کو خوشبودار بنادے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کہ یہ وہ پر نور حسم ہے کہ جن کو عرش پہ بلایا ہے اور اپنا آپ دکھایا ہے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ ہمارا گوشت پوسٹ کا جسم مٹی کا رہنے والا ہے یہ وہاں پہنچا ہے جہاں سے جسم آیا تھا۔ یہ عبدیت کی معراج ہے، یہاں سے اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت بھی واضح ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی کے وقت اپنے محبوب علیہ السلام کو عرش پر نہیں بلا یا جبکہ بلا سکتا تھا اس میں کوئی کسی طرح کا بعد نہیں تھا جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرايل علیہ السلام کو حرام کو حرام میں بھیجا تو وہ نہ بھیجا بلکہ اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنے ہاں بلا لیتا اور ”إِنَّ أَبَا إِسْمَاعِيلَ الْخَلْقَ“ خود فرماتا یہ بھی ہو سکتا تھا مگر ایسا نہیں کیا، ادھر یہ بھی ہو سکتا تھا کہ جس وقت کارنیوٹ مکمل ہو گیا تھا وصال سے پہلے ہی ایک مرتبہ سواری چلتی اور محبوب عرش پر چلے جاتے لیکن وہ خاص وقت، کمی زندگی کے آخری سالوں میں اس کو منتخب کیا ایک تو نئے جذبے دینے کے لئے، دوسرا یہ مقصد تھا کہ ایک بار خود قرآن نازل ہو اور محبوب اسے برداشت کریں اللہ کی صفت کا جلوہ جسے پہاڑ برداشت نہیں کر سکتے۔ لَوْاَنْزُلَنَا هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى جَبَلٍ لَّوْأَيْتَهُ خَائِشًا مَفْصِدَعَامِنْ خَشِيَّةَ اللَّهِ (سورۃ الحشر رقم الایہ: 21)

اگر ہم یہ قرآن کی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھا جگکا ہوا پاش پا شہا تا اسے اللہ تعالیٰ کے خوف سے

تو پھر کیا یہ نازل نہیں ہوا تھا؟ یہ نازل تو ہوا تھا کہاں... عَلَى قَلِيلٍ  
لَشْكُونَ مِنَ الْمُثْنَدِينَ ( سورۃ الشعرا رقم الایہ: 194)  
تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناو۔ کَذَلِكَ لِنَسْتَ بِهِ فُؤَادُكَ (سورۃ الفرقان رقم الایہ: 32) اس سے تمہارا دل مضبوط کریں۔

لوگ کہہ رہے تھے کہ یہکہ بار سارا قرآن کیوں نہیں اتنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یوں اتارا کہ محبوب تمہارے دل کو اس طرح قرار دینا چاہتے تھے، یہکہ بار نہیں اتارا، ٹھوڑا تھوڑا کر کے اتارا تاکہ آپ اس کو برداشت کر سکیں اور محبوب علیہ السلام کا آرام بھی مطلوب ہے۔ کَذَلِكَ لِنَسْتَ بِهِ فُؤَادُكَ (سورۃ الفرقان رقم الایہ: 32) تاکہ تمہارے دل کو ہم ثبات دیں۔

## ملفوظات کنز العلماء

**محرر۔ ڈاکٹر محمد رضا مصطفیٰ قادری کثریانو والہ گجرات۔**

ہمارے لئے سعادت کی بات ہے کہ ہم اپنے حصہ کی کوئی خدمت دین کر جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا دین کسی فرد اور شخصیت کا محتاج نہیں ہے اگر کوئی خدمت دین کرتا ہے تو اس کی خوش قسمتی ہے۔

**4۔ علماء کو عصری تقاضوں سے آگاہ رہنا چاہیے:**  
نماز عصر کے اماموں کو عصری تقاضوں سے باخبر اور آگاہ رہنا چاہیے۔ استاذ الاساتذہ علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ اخبار پڑھا کرتے تھے کہ معاشرہ کس ڈگر پر چل رہا ہے۔ طبیب کو یہاری کا علم ہو گا تو علاج کرے گا۔

**5۔ علماء کو اپنے وقار اور غیرت دینی کا لحاظ رکھنا چاہیے:**  
علماء کرام کو اپنی غیرت دینی، وقار اور خودداری کا لحاظ رکھنا چاہیے اور درہم و دینار کا بندہ نہیں بننا چاہیے بلکہ خدا نے واحد و قهار کا بندہ بننا چاہیے۔ جامعہ جلالیہ اور جامعہ صراط مستقیم کا مابہانہ خرچہ قریباً چار پانچ لاکھ روپیہ ہے، ایک مالدار اور صاحب ثروت آدمی نے آفریکی کی میں ماہانہ 10 لاکھ روپیہ دیا کروں گا، ڈاکٹر صاحب نے یہ کہتے ہوئے اس آفریکو ٹھکرایا کہ ہم جس طرح چل رہے ہیں اسی طرح چلتا چاہتے ہیں۔ ہم اس انداز میں اپنے دین کی زیادہ سلامتی پاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ہم اگر چاہتے تو مر سے کوئونے کی اینٹوں کا بندا لیتے، مگر ہمارے امام ہمیں یہ درس دے گئے ہیں کہ میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرادین پارہ نا نہیں۔

**6۔ جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام ایک بار بارکت جگہ ہے:**  
جامعہ جلالیہ لا ہو ایک بار بارکت جگہ ہے اس جگہ کا سنگ بنیاد حضرت حافظ الحدیث پیر سید جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا

بسم اللہ الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

**1۔ شاگردوں کو دیکھ کر حقیقی فرحت کا احساس ہوتا ہے:**

حضرت حافظ الحدیث پیر سید جلال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے روحانی اولاد (شاگرد) حقیقی اولاد سے بھی بڑھ کر پیارے اور محبوب ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ مجھے بھی اپنی حقیقی اولاد سے بڑھ کر روحانی اولاد عزیز ہے۔ شاگردوں کو دیکھ کر گونا گوں خوشی اور فرحت کا احساس ہوتا ہے۔

**2۔ علماء کو فرائض کے علاوہ سمن و مستحبات کی پابندی کرنی چاہیے:**  
علماء کرام کو فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ سمن و مستحبات کی پابندی کرنی چاہیے۔ عبادت و ریاضت، تلاوت قرآن مجید، نفلی روزے درود شریف کی کثرت وغیرہ علماء کرام کی پیچان ہے۔ اس سے الفاظ میں تاثیر اور اعمال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ علماء کرام کو خشیت الہی، انا بابت الہی، رجوع الہی والا ہونا چاہیے۔ تقوی کی دولت سے مالا مال اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آله وسلم کی سنت مبارکہ کا عامل ہونا چاہیے۔

**3۔ علماء حق کی آواز ہمیشہ بلند کرتے رہیں:**

حق کی آواز بلند کرتے رہنا چاہیے قطع نظر اس بات کے عوام الناس میں اس کی کتنی پذیرائی ہوتی ہے۔

موذن کا کام اپنے وقت پر ادا دینا ہوتا ہے اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ نمازی کتنے آتے ہیں۔ ہم نے اپنے حصے کا کام کرنا ہے۔ اس بات کو نہ دیکھا کریں کہ کون کیا کر رہا ہے۔ اور کیوں کر رہا ہے۔ یہ

ہر دور یزیدیوں کا وفادار رہا ہے۔

ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا ان کو ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ بھی نہیں ہوگی اور نہ کوئی شخص حق سے دور کر سکے گی حتیٰ المقدور حق والوں کے ساتھ رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ ہمارا حشران لوگوں کے ساتھ کرے جو حق پر قائم رہے ہیں۔ روزِ محشر پتہ چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کس سے راضی ہوا ہے۔

#### 10۔ معتقدات اہل سنت میں بیرونی مداخلت قول نہیں:

سعودیہ اور ایران کی ایجنسیاں پاکستان میں پراکسی وار لڑ رہی ہیں۔ ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ پاکستان کے داخلی معاملات میں کسی کی مداخلت کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور مقندر اداروں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ امن و آشتی کے استحکام کے لیے ایسے افراد کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نہ تجاوے جو پاکستان کے امن و امان کے لیے خطرات پیدا کر رہے ہیں۔ پاکستان کو ایرانی کالوں بنانے کے لیے سازشیں ہو رہی ہیں۔

11۔ سعودی حکمران حرمین شریفین کا تقدس پامال نہ کریں:  
 ہندو دیہود کے گماشے سعودی حکمرانوں کا حجاز مقدس پر میوزیکل لنسرٹ، سینما گھر بنانا کروڑوں اربوں مسلمانوں کے دلوں کو مجرور کر رہا ہے۔ جس سرزی میں پر اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کا نزول ہوتا ہے حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کثرت کے ساتھ وحی الہی لے کر نازل ہوتے رہے ہیں جنید اور بایزید جیسے برگزیدہ بزرگ اونچا سانس لینا بے ادبی سمجھتے ہیں، اس جگہ کا تقدس پامال کرنا عذاب الہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ مسلمانوں کے قلوب و اذہان سے حرمین طیبین کا تقدس ختم کرنے کے لیے یہ سازشیں کی جا رہی ہیں۔ پوری دنیا کے مسلمانوں کو اس بیادی پر آواز بلند کرنی چاہیے اور سفارتی سطح پر بھی احتجاج ہونا چاہیے تاکہ اس جگہ کی تقدیم باتی ہے۔

رقم الحروف کہتا ہے کہ (قبلہ کنز العلماء نے اتنا حکم اپنی فتحی کو نہیں دیا بلکہ خود اپنے آپ کو بھی نہیں دیا جتنا حکم آپ نے طلبہ کرام کو دیا۔ باہر کے ممالک کی پر کشش آفرز کوٹھر کیا اور کلیدی مناصب کے حصول کی بجائے ایک جگہ بیٹھ کر علوم دینیہ کی تدریس کی اور افراد تیار کیے۔ کردار سازی کی، اور باکمال افراد تیار کیے) 7۔ علماء کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر اقامت کا کام کرنا چاہیے: قرآن کریم میں یہود کو سرزنش کی گئی ہے کہ وہ تورات پر قائم نہیں رہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی اولاد ہونے کے باوجود انہوں نے تورات کے احکامات کو پس پشت ڈالا اور تورات کے قوانین پر عمل درآمد نہ کیا، تو وہ راندار گاہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مجرم قرار پائے آج امت مسلمہ اجتماعی طور پر قرآن مجید کے احکامات کے نفاذ سے روگردانی کر رہی ہے اقامت قرآن اس وقت بہت بڑا تقاضہ ہے ہم کو حتیٰ المقدور انفرادی اور اجتماعی سطح پر اقامت قرآن و سنت کے لیے کام کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخو ہو سکیں، اور اپنی نیت میں یہ استحضار رکھنا چاہیے کہ جب اور جہاں موقع ملا، اقامت قرآن مجید ضرور قائم کریں گے۔

8۔ علماء کو عیاش اور شکم پرست نہیں ہونا چاہیے:  
 علمائے ربانیین کو عیاش اور شکم پرست نہیں ہونا چاہیے، مرغنا اور لذیذ غذاوں کا خونگر نہیں ہونا چاہیے۔ پلا او اور کڑا ہی کے خیالات ہی دماغ میں نہیں سمائی رکھنے چاہیں بلکہ اپنی زندگی میں سادگی اور عاجزی لانی چاہیے۔ انسان کو اللہ نے ایک معدہ دیا ہے دل اور دماغ دو ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ انسان کو روٹی ایک کھانی چاہیے اور کتابیں دو پڑھنی چاہیے۔

9۔ امت کا ایک گروہ حق پر ہمیشہ قائم رہے گا:  
 ہر دور میں حق پرست افراد تھوڑے رہے ہیں اور ہر زمانے میں ان کی بھرپور مخالفت رہی ہے۔ حق پرستوں سے ہر دور میں یہی روشن اپنانی گئی ہے۔

حق میں نہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی استاد سے کچھ پڑھا ہوتا، کسی مکتب میں باقاعدہ تعلیم حاصل کی ہوتی، لکھنا سیکھا ہوتا اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت پر جلوہ افروز ہونے کا اعلان فرماتے اور احکام الٰہی بیان کرتے تو شکر کرنے والے حاصلین اور معافین یہ تہمت عائد کرتے کہ یہ احکام مجانب اللہ نہیں، یہ وحی الٰہی نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات فلاں کتاب سے پڑھ کر یا فلاں استاد سے سیکھ کر بیان کر رہے ہیں۔ یوں انہیں شانِ نبوت میں تعمیص کا موقع مل جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے منصبِ نبوت کو اس اتهام سے بچانے کے لیے اور تمام سبی علوم سے اکتساب کے امکان کو درکرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیں سالہ حیاتِ مقدسہ کا ایک ایک لمحہ ان کے سامنے رکھا۔ مگر اسلام میں اٹھتے نہ نعمتوں اور ملحدین کے اعتراضات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ معاذ اللہ وہ امی ہونے کو شان کی وجہ تعمیص کا پہلو بنا کر پیش کرتے اور اس وجہ سے معاذ اللہ کارنبوت پرسوالِ اٹھاتا ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ امی بمعنی ان پڑھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کیسے درست ہو سکتی ہیں۔ ایسے ہی گستاخ فرقے سے تعلق رکھنے والے ایک یوں ٹوبرنامہ نہادِ عالم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ امتیت کوڈی گریڈ کرتے ہوئے معاذ اللہ یہ گستاخی کی: ”ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قرآن لکھوا یا نا، تو چونکہ آپ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے، تو بعض دفعہ کتاب سے گرامر کی غلطی ہوئی لکھنے میں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کو ریکش نہیں کی، آپ کو نہیں بتا چلا کہ یہ گرامر کے لحاظ سے غلط لکھا ہوا ہے، وہ اب تک اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ بہت ساری مثالیں ہیں اس کی قرآن میں، *إِقْرَا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ* کے میں کیا آتا ہے *كَلَّا إِنَّ لَمَّا يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا إِلَيْنَا صِيرَةُ اللَّهِ تَعَالَى فَرَمَّا هُنَّا* آئے تو ہم اسے پیشانی کے بالوں سے کپڑیں گے قیامت کے دن تو یہاں ہے *لَنَسْفَعًا*۔ جتنے بھی علماء یہاں بیٹھے ہیں، ان کو پتہ ہے *لَنَسْفَعًا* یہ لام تا کید ہے اور آخر میں نون تا کید ہے، سٹینیس یا فل کے ساتھ لکھنا گرامر کے لحاظ سے غلط ہے کیونکہ نون اپنے آتی ہے، سٹینیس یا فل کبھی بھی نہیں آتی“

ان چند جملوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی گستاخی کی گئی اور قرآن پر اعتراض بھی کیا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ امتیت کے اظہار اور اس صفت کے لحاظ سے اسلامی تعلیمات اور شرعی احکامات کو بیان کرنے کے لئے 25 جنوری 2025ء کو یوں اقبال میں ”نبی الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کا نفرس“ کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ آپ بھی اس کا نفرس میں ضرور شرکت کریں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ امتیت سے متعلق محدثین و متكلمین اور مفسرین و فقهاء اور اکابر میمن امت کی تشریفات سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

## نبی الٰہی کا نفرس میں شرکت کیوں ضروری ہے؟

مولانا محمد ابراہیم جلالی، متخصص فی الفقہ والعقائد مرکز صراط مستقیم تاج باغ لاہور

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ رہتی دنیا تک کامل نمونہ حیات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہ شمعِ فروزان ہے جس کے نور سے آج بھی یہ ہے۔ انسان ہدایت و روشنی پار ہے ہیں۔ ضلالت و گمراہی میں ڈوبے ہوئے لوگ جو حساس و شعور اور مقصد زندگی سے نا آشنا تھے، فیضانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیراب ہو کر پوری دنیا کے لیے مثال بن گئے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے اہم گوشوں میں سے ایک گوشہ یہ بھی ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شانِ امتیت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امامیٰ صفاتیہ میں سے ایک صفت ”آمی“ بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبھی کسی سے تعلیم حاصل کی اور نہ ہی کسی کے آگے زانوئے تندہ تہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کسی فرد بشر کی شاگردی سے مبراء ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ”آمی“ ہونا آپ کی صداقت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حق تعالیٰ سے علم حاصل کیا اور صرف اسی سے کسب فیض کیا۔ اللہ رب العزت نے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت کی ہر چیز کا علم برداشت اپنی بارگاہ سے عطا فرمایا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ امتیت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجذہ قرار تھا۔ اللہ رب العزت نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امی کہا تو یقیناً اس میں ہزار ہائیکمیں پوشید ہوں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہر حکمت اور ہر داشت کا سرچشمہ ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امی کہنا بھی خالی از حکمت نہیں ہو سکتا۔ تابدرا کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کو پڑھنا جانتے تھے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے لکھنا سیکھا تھا۔ اس وصف سے باری تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو کیوں مزین کیا اس کا جواب قرآن یوں دیتا ہے:

وَمَا كُنْتَ تَنْثُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتْبٍ وَلَا تَخْطُلْهُ بِيَمِينِكَ إِذَا لَا رُتَابُ الْمُبْطَلُونَ۔ (العنکبوت: 29)

(+) اور (+) حسیب صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ای کتاب نہیں پڑھا کرتے تھے اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے ورنہ اہل باطل اسی وقت ضرور شک میں پڑ جاتے۔

اس میں ایک حکمتِ الہی یہ بھی تھی کہ استاد کی فضیلت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت نہ ہو، نیز یہ کہ کلام اللہ کو مخالف لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکتسابی علوم و فنون کا تجیہ نہ سمجھ لیں۔ چنانچہ امی ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں صفتِ درج ہے جو دوسروں کے



# بیعت نامہ اور صبح شام کے اوراد و ظالائف

مرتب: مولانا مفتی محمد ابراہیم جلالی فاضل مرکز صراط مستقیم تاج باغ لاہور

دھندے اور شعبدہ بازیوں کے سلسلے کی اور منزل کا راستہ ہے۔

تاجدارِ مدینہ، سرور قلب و سینہ، حبیب قلوب و طبیب قلوب  
حضرت محمد ﷺ کے دربار والا تباریں خصوصی پانے اور اس کے  
حصول کے بعد اسے برقرار رکھنے کی کوشش ہمیشہ رہنی چاہیے۔ اس کا  
محجرب اور بہترین طریقہ اتباعِ سنت ﷺ ہے۔ تکبیر، خود نمانی، حمد اور کینہ  
کی آگ سے بچاؤ کی تدابیر کرتے رہنا ضروری ہے۔ ہر قسم کے بد عقیدہ اور بد  
مذہب سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی تاج باغ نے 3 لاہور  
سرہندی قدس سرہ، العزیز اور مجدد دین و ملت، حضرت امام احمد رضا خان  
فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے نظریات و معتقدات پر قائم رہنمای لازم ہے۔  
عامتہ الناس کی نہمہ جہت خیر خواہی کے فریضہ کی ادائیگی کا اہتمام بھی نصاب  
طریقت کا اہم باب ہے۔ ناموسِ مصنفوں ﷺ کی پاسانی اور نظامِ مصنفوں ﷺ کی غکرانی کی خاطری بدو بہد کے ساتھ ساقطہ اُروں کی ذہن سازی بھی لازمی  
اُمر ہے۔ دنیاداروں سے کوئی امید و ابستہ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے لو  
لائی جائے۔ دنیاوی زندگی جو مثل بلبلہ عانی ہے، اس کے مقابلہ میں  
آخری زندگی کو ترجیح دی جائے۔ میرے مرشد کامل حافظ الحدیث، امام  
العصر حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب نقشبندی قادری قدس سرہ  
العزیز کے مکتوبات شریفہ میں ہے: "اللَّهُ بَسْ مَا سُوَ اللَّهُ بُوسَ  
دنیا یوْمَ چند آخر کار باخد اوند"

اے میرے ہمسفر! اللہ تعالیٰ نجھے دارین کی سعادتیں عطا فرمائے اور ناگہانی  
مصیبتوں سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ آمین۔

ہم پر دلیں میں میں اور ہمارا دلیں کہیں اور ہے۔ دور کی منزل  
کے مسافر کو راستے میں آنے والے شہر سایہ دار کے ساتھ دل کا یہیٹھنا اور منزل  
بھول جانا کسی طرح بھی رو انہیں۔ اللہ جل جلالہ کی رضا اور حضرت محمد مصنفوں  
ﷺ کی خوشنودی کو معماز اللہ پس پشت ڈال کر کچھ اور سوچنا بھی جائز نہیں۔  
آپ تلاوتِ قرآن مجید کو روزانہ کا پناہ معمول بنائیں اور تلاوت کردہ آیات میں  
سے کچھ کا "کنز الایمان شریف" سے ترجیح پڑھنے کی اپنے آپ کو عادت کے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ حَاتَمِ  
الْكَيْمَيْنِ، سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْمَعْصُومِينَ وَعَلَىٰ إِلَهِ  
وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

زیر سایہ: مخدومِ اُمم سید نادا تانج بخش بجوری ثم لاہوری قدس سرہ العزیز  
حضرت مولانا مفتی محمد اشرف آصف نقشبندی قادری رضوی جلالی غفرلنہ  
مرکز صراطِ مستقیم جلالی سٹریٹ تاج باغ نے 3 لاہور  
بندہ ناجیہ محمد اشرف آصف جلالی آپ کو اہل جنت کا تحفہ پیش کرتے ہوئے کہتا  
ہے: السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

ہر کہ کارش از برائے حق ٹوڈ کارِ او پیوستہ بارونت ٹوڈ  
فیقیر پر تقصیر نے آپ کی محبت و چاہت اور روحانی فیوض و برکات کے حصول  
کی غاطر آپ کی بختو کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کو "آلِ سلسلہ  
الْقَادِرِیَّةِ الرَّضُوَیَّةِ الْعَالَمِیَّةِ" اور "آلِ سلسلہ النَّقْشَبَنْدِیَّةِ  
الْجَلَالِیَّةِ الْعَالَمِیَّةِ" میں داخل کر لیا ہے۔ شریعت میں بیعت کا مقصد  
بواسطہ تخفیف و مرشد، احکام خداوندی پر پابندی کرنے کا حلف اٹھانا ہے اور  
شیطان کے حملوں سے محفوظ رہنے کے لیے ایک روحانی حصار میں داخل ہونا  
ہے۔ پچونکہ تہباء انسان پر شیطان کے حملوں کے خطرات بہت زیادہ ہوتے  
ہیں۔ مگر "رجال جوال بہت" کے سلسلہ میں بذریعہ بیعت داخل ہو جانے کے  
بعد اہل اللہ اور ان کی جماعت کے رب و بدپر کی وجہ سے عام انسان بھی  
شیطان کے مکروہ فریب سے تحفظ پاسکتا ہے۔ شرعی بیعت کے حقیقی ثمرات  
کے حصول کے لیے جانین (شیخ و مرید) کا صحیح العقیدہ ہونا یعنی عقیدہ اہل  
سنّت و جماعت پر ہونا گزیر ہے۔ ایسے ہی جانین میں اخلاص کا ہونا بہت  
لازم ہے۔ یعنی جانین (شیخ و مرید) کا یہی تعلق "الْحَبْشَ فِي الْلَّهِ" کے مقدس  
خمیر سے استوار ہو اور اس میں دنیاوی اغراض و مقاصد اور مالی مفادات کا  
دور دور تک کوئی شاہدہ تک بھی نہ ہو۔ یہ بھی ذہن میں کھیں روحانیت، باطنی  
نور، سکون قلب کی اور حقیقت کا نام ہیں جبکہ موجودہ بعض عملیات کے

ڈالیں۔ کثرت سے درود شریف "صَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ" اس نیت سے پڑھیں کہ باقہ سے تباخ کا دانگ گرے اور دل میں یہ گفتگو ہو کے میں دربار سالت ماب ملک اللہ عزیز میں آپ ملک اللہ عزیز کے سامنے حاضر ہوں اور آپ ملک اللہ عزیز میری طرف تو جفر مایاں۔

صبح و شام کے اور اد و ظاائف

### رات کو سونے کے وقت کا وظیفہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ

ایک بار سورۃ اخلاص

پھر یہ پڑھیں:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا

شَرِيكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَلَا  
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ  
أَكْبَرُ

یہ سچ پڑھ کر یعنی پدم کر کے دائیں کروٹ لیٹ جائیں۔

### صبح جانے کے بعد کا وظیفہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ  
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

پھر یہ پڑھیں:

أَكْحَمَ اللَّهُ الَّذِي عَافَانِي فِي جَسَدِي وَرَدَ

عَلَىٰ رُوحِي وَأَذْنَانِي بِذِكْرِهِ

زندگی بھرا پنے خاتم سے معاملہ درست رکھیے اور اسی قرآنی لائحہ عمل پر  
گامزن رہیے۔ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ۔ اس (اللہ) کے

حضور یہ رہا اور اس سے معافی مانگو۔

اللہ تعالیٰ حبیب لبیب ملی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل مجھے اور آپ کو اسی اصول

پر کار بندر کھے آئیں

الْبَحْتَ بْنِ فَاطِمَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا كہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

اگر عورت رکنی و رقویں من و دامت و دامان آل رسول ملک اللہ عزیز

دعائے اہل سنت: اللَّهُمَّ شَيْئًا عَلَىٰ مُعْتَقَدَاتِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَ

الْجَمَاعَةِ وَأَمْتَنَا فِي زُمْرَةِ هُمْ وَاحْشُرْ تَأْمَعَهُمْ

نوٹ: اسے اپنی ہر دعا کا حصہ بنائیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حصول خیر و برکت جمل مشکلات، دفع بلایات اور شفایے امراض کے  
لیے ختم شریف خواجہ ان نقشبندیہ قادر یہ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَنْجَعِينَ  
01: بِسْمِ اللَّهِ السَّمِيتِ سُورۃُ نَاجِحَةٍ، سات (7) مرتبہ۔

02: درود شریف "صَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ  
وَسَلَّمَ" سو (100) مرتبہ۔

03: سورۃ "الْمَرْأَةُ نَشَرَّخُ" ملک انسی (79) مرتبہ۔

04: درود شریف "صَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ  
وَسَلَّمَ" سو (100) مرتبہ۔

05: سورۃ اخلاص ملک ایک ہزار (1000) مرتبہ۔

06: یا قاضی الحاجات سو (100) مرتبہ۔

07: یا کافی المہیا ت سو (100) مرتبہ۔

08: یا شافعی الامراض سو (100) مرتبہ۔

09: یا دافع البیلیا ت سو (100) مرتبہ۔

10: یا حلال المشکلات سو (100) مرتبہ۔

11: یا مفتح الابواب سو (100) مرتبہ۔

12: یا دلیل المحتیڑین سو (100) مرتبہ۔

13: یا غیاث المُسْتَغْرِیثِین سو (100) مرتبہ۔

14: یا حمیت الدعوات سو (100) مرتبہ۔

15: یا مسیب الأسباب سو (100) مرتبہ۔

16: یا از حم الرَّاحِمِین سو (100) مرتبہ۔

17: یا أَللَّهُ يَا أَللَّهُ شَفِيعُ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ عَلِيٌّ سَلَّمَ سو (100) مرتبہ۔

18: یا صاحب اللطف الحنفی، یا کَنْسَتَجِیدُونَ کَنْتَفِیونَ سو (100)

مرتبہ۔

19: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمُلْكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ، مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ

شَفِيعُ الْمُدْنِبِینَ و (100) مرتبہ۔

والسلام من الکرام

الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تبارک تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر انور سے گزر تو میں نے انہیں نماز پڑھتے پایا۔

معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں جو جنت کے باغوں سے وسیع و عریض باغ ہے، میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ مانے والوں کو نجٹھے اور مانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

فتنہ پرور کا انجام :: حضرت ابو ہریرا اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو ملاحظہ فرمایا جن کی زبانیں اور ہونٹ لو ہے کی قیچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں (اور عجیب بات تو یہ ہے کہ ادھر کاٹے جا رہے ہیں اور دوبارہ اسی وقت صحیح ہو جاتے ہیں پھر کٹتے ہیں اور پھر صحیح ہو جاتے ہیں اسی طرح برابر یہ سلسہ جاری ہے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جن کی بانیں اور ہونٹ کاٹے جا رہے ہیں؟ عرض کیا کہ یہ فتنہ پرور واعظین اور مدرسین اور مقررین ہیں۔ (جو کہتے کچھ تھے اور کرتے کچھ تھے)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات کو لوگوں کو دیکھا کہ آگ کی قیچیوں سے اپنے ہونٹ کاٹ رہے ہیں۔ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ امت کے مقررین ہیں۔ جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہیں اور وہ کتاب پڑھتے تھے کیا ان کو عقتل نہیں۔

سودخوروں کی سزا: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ جن کے پیٹ بڑے بڑے گھروں جیسے ہیں جب وہ اٹھنا چاہتے ہیں تو گر پڑتے ہیں اور مسلسل یہ کہ رہے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ قیامت قدم نہ کرنا ہو۔ یہ لوگ فرعونی جانوروں سے روندے جاتے ہیں اور بارگاہ ایزدی میں آہوزاری کر رہے ہیں میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ سودخور لوگ ہیں اور سودخور ان لوگوں کی طرح ہی کھڑے ہو گئے جنہیں شیطان

## مشابدات معراج الکعبہ صلی اللہ علیہ وسلم

### مولانا مفتی محمد صوصام مجددی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

واقعہ معراج اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جو چشم زدن میں ظاہر رونما ہوا لیکن حقیقت میں اس میں کتنا وقت لگا یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ میں اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرایا۔ واقعہ معراج اعلان نبوت کے دسویں سال اور مدینہ بھارت سے ایک سال پہلے مکہ میں پیش آیا۔ ماہ ربج کی ستائیں سویں رات ہے۔

معراج شریف کا واقعہ عظیم الشان مجھہ ہے اس سفر عظیم میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے واقعات ملاحظہ فرمائے جو ہمارے لیے ایمان افزوں اور عبرت ناک ہیں۔ ان واقعات کا تعلق ہماری روزمرہ زندگی سے ہے۔ ان کو قارئین کے مطالعہ اور عبرت کے لیے رقم کیا جاتا ہے۔

قدس مقامات پر نفلی عبادات: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر روانہ ہوئے ایک جگہ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اتر کرنماز پڑھیئے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی۔ پھر جبریل امین عرض کرتے ہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ پھر خود عرض کیا کہ یہ مقام طیبہ ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے تشریف لاائیں گے۔ پھر روانہ ہوئے اور ایک مقام پر آ کر پھر عرض کیا کہ اتر کرنماز پڑھ لیجیے اور عرض کیا کہ یہ طور سینا ہے جہاں حضرت موسیٰ علی عبینا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا۔ پھر روانہ ہوئے اور تھوڑی دیر بعد عرض کیا۔ کہ اتریئے اور نماز پڑھیئے اور عرض کیا کہ یہ بیت الحم ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ قدس مقامات اور انبیاء کرام علیہم السلام کے مقامات ولادت پر نماز پڑھنا شرک و بدعت نہیں بلکہ سنت نبی رواف

راتے کا حق: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے دوران سفر مراج علیک لکڑی کو دیکھا کہ ہر گز نے والے کے کپڑے پھاڑ دیتی ہے۔ اور ہر چیز کو خنی کر دیتی ہے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو عرض کیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مثال دیکھی ہے۔ جو رستے روک کر بیٹھتے ہیں پھر اس آیت مبارکہ کو پڑھا ۷۸: ﴿وَلَا تَفْعُلُوا إِبْكَلٍ صِرَاطَ ثُوَّالَدُونَ﴾۔ (الاعراف: ۸۶) اور ہر رستے میں یوں نہ ٹھوکو ڈراو،۔

ساععت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مردی ہے اس کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے روایت کیا۔ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ جب میں جنت میں داخل ہو تو میں نے وہاں حضرت بلاں رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی آواز کو سن۔ حضرت جبرایل سے پوچھا کہ تو انہوں نے آپ فرمایا کہ یہ آپ کے موذن حضرت بلاں رضی اللہ عنہ ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا کہ فلاح پائی حضرت بلاں نے اور حضرت بلاں رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے بلاں رضی اللہ عنہم نے جنت میں تیرے پاؤں کی آواز سنی ہے آپ کیا عمل کرتے ہو؟ عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مال باب آپ پر قربان ہو جائیں مجھے تو کوئی پتہ نہیں۔ سو اے اس کے کہ جب بھی میں وضو کرتا ہوں تو دور کعت نما تجھیے الوضو پڑھتا ہوں (سوائے مکروہات وقت کے) امت کی خیر خوبی: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ابھی میں براق پر سورا ہو کر چلا ہی تھا تو مجھے کسی پکارنے والے نے دائیں طرف سے پکارا یا محمد انظرنی اسئلک یا محمد انظرنی اسئلک (تین مرتبہ کہا میری طرف دیکھیے میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ میں نے جواب دیا اور نہ میں ٹھہرا۔ پھر جب آگے بڑھا تو بائیں طرف سے کسی پکارنے والے نے اسی طرح پکارا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھیے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی طرف دیکھا اور نہ ٹھہرا۔ اور پھر کچھ آگے گیا تو ایک عورت دنیا بھر کی زینت کیے بازوں جھوٹے کھڑی ہے اس نے مجھے آواز دی: یا محمد انظرنی اسئلک لیکن میں نے نتواس کی طرف توجہ کی اور نہ ہی ٹھہرا۔ جب بیت المقدس

نے پاگل بنار کھا ہے۔

بہاد کا ثواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب مراج علیک میں نے ایک قوم کو دیکھا جو ایک روز بھتی بوتی ہے اور دوسرا دن کاٹتی ہے جو نبی کاٹ کر فارغ ہوتی ہے تو نبی کھتی بڑھ جاتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں جن کی نیکیاں ختم نہیں ہوتیں۔ سات سو گناہ تک بڑھتی ہے اور خرچ کرتے ہیں اس کا بدلہ پاتے ہیں اللہ تعالیٰ بہترین رازق ہے۔

بے نمازی کی سزا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب مراج علیک میں نے ایک ایسی قوم سے گزر ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں بار بار کچلے جاتے تھے پھر صحیح ہو جاتے تھے۔ ایک پل کے لیے بھی انہیں مہلت نہیں دی جاتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے جبریل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو نمازی نہیں پڑا کرتے تھے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب مراج علیک میں نے کچھ لوگ ایسے دیکھے جن کے آگے پیچھے پرانے لٹکے جارہے ہیں۔ اور اونٹوں اور جنگلی جانوروں کی طرح کانٹوں والے جہنمی درخت کھارے ہیں۔ جہنم کے پتھر اور انگارے لگل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

امانت میں خیانت کا انجام: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شخص پر سے گزر ہوا اس نے بہت بڑا گھٹا جمع کیا ہوا تھا مگر اٹھانہیں سکتا تھا پھر بھی اور اضافہ کر رہا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جسرا یہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے وہ لوگ ہیں جن کے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں جن کو وہ ادا نہیں کر سکتا۔ مگر اس کے باوجود امانتیں لے رہا ہے اور اپنے اوپر حقوق کا بوجھ چڑھا رہا ہے اور بڑھا رہا ہے۔

سے مغلوب اور خائف تھے اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی اعلانیہ تقسیم نہ کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو سکے دشمنان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے گھر جا کر یہ شیرینی کھا لیتے اس اپنی خوشی اور مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کرتے جب اس اس بات کا چچا ہوا تو کوئی نہ کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت الگانگی گئی کہ انہوں نے اس تاریخ ۲۲ رب جم کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ یہ سب من گھڑت ہے۔ اور اس کا شریعت سے کوئی واسطہ نہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں اور نہ ہی اس رسم میں کسی کے ہاں شریک ہوں اس کے برعکس لوگوں تک اس کی حقیقت پہنچا کر دوسروں کو بھی اس خبیث رسم سے بچا سکیں۔ شیعہ اپنے اور بھی بہت سے عقائد اور خرافات تلقیہ اور مکروہ فیب کے ذریعے مسلمانوں میں پھیلا چکے ہیں جن میں کوئی نہ کسی رسم بھی شامل ہے۔

اصلاح کا طریقہ: اصلاح کا طریقہ یہ ہے ہے کہ ۲۲ رب المجب شوال کو ایصال ثواب ضرور کیا جائے۔ اور اس دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خصوصاً اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیت اطہار اور اولیاء کرام کو باعوم ایصال ثواب کریں کیونکہ ایصال ثواب جس دن بھی کیا جائے جائز ہے اس کے لیے برلن کیسے بھی ہوں؟ اس کے لیے کیا چیز پکائی جائے؟ تو اس کی کوئی پابندی نہیں جو کچھ مہیا ہو پکائیں جس قسم کے برلن ہوں استعمال کریں کھانے یا برتاؤ کی قید لگانا شرعاً جائز نہیں اسی طرح اس پکے ہوئے کھانے کو گھر سے باہر نہ لٹکے کی پابندی بھی شرعی طور پر غلط ہے اور اس دن جو قسم کہانیوں والی کتابیں پڑھی جائی ہیں یہ سب باقی من گھڑت ہیں۔ ان سے اجتناب کرتے ہوئے اس دن بھی عام دنوں کی طرح ایصال ثواب کیجیے۔ بالخصوص کاتب و حی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عرس منا کر تسلیم قلب کا سامان فراہم کیجیے نہ فتویٰ بازی کی طرف متوجہ ہوں اور نہ ہی خلاف شرع طریقہ اختیار کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں را حل پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

پہنچ تو حضرت جبریل علیہ السلام عرض کرتے ہیں کہ یا رسول ﷺ آپ متقدکر کیوں ہیں؟ فرمایا راستے والے معاملات سے۔ فرمایا یا رسول ﷺ پہلا شخص یہودی تھا اگر آپ ﷺ اس کا جواب عطا فرمادیتے تو آپ ﷺ کی امت یہودی ہو جاتی۔ دوسرا نصرانیوں کی دعوت دینے والا تھا۔ اگر آپ وہاں ٹھہر تے اور اس سے باقی کرتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی۔ اور وہ عورت دینا تھی اگر آپ ﷺ اسے جواب دیتے یا وہاں ٹھہر تے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی اور گمراہ ہو جاتی۔ اللہ اکبر!

اگر آج کے حالات کا جائزہ لیں تو بات سمجھ میں آتی ہے۔ مذکورہ واقعہ جو ذکر ہے آپ کی امت یہودی، نصرانی یا دنیا کو ترجیح دینے والی ہوتی۔ یہ من حیث الامت کے طور پر ہے یعنی ساری کی ساری امت ہی ایسی ہو جاتی۔ مگر آج حالت دیکھنے میں آرہی ہے کہ کلمہ گولوگ یہودی اور نصرانیوں کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور دنیا کے پنجاری بننے ہوئے ہیں۔ یہ ساری امت کے معنوں میں نہیں۔ کیونکہ بے شمار دنیاۓ اسلام ایسی بھی ہیں جو یہود و نصاریٰ کی پیروی اور دنیا سے بچی ہوئی ہے اور یہ اس لیے ہے کہ ہمارے آقا و مولا ﷺ نے ان آوازوں کی طرف توجہ نہیں دی۔ اور اگر نعوذ باللہ توجہ فرمائی ہوتی تو آج سارے کلمہ گولوگ یہودی اور عیسائیوں کی طرح ہوتے۔

کوئی نہ کی مروجہ رسم دشمنان صحابہ (شیعہ) نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر اظہار مسrt کیلئے ایجاد کی ہے ۲۲ رب المجب کے دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وفات ہے (طبری، استیعاب)

۲۲ رب المجب کے کوئی نہ کی مروجہ رسم دشمنان صحابہ (شیعہ) نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر اظہار مسrt کیلئے ایجاد کی ہے ۲۲ رب المجب کے دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہے (طبری، استیعاب) اس رسم کو حض پرده پوشی کیلئے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ورنہ درحقیقت پر تقریب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی اس وقت شیعہ لوگ مسلمانوں

# علام اہل سنت کی خیر خواہی اور گھر العلما

**مولانا مفتی محمد عمر ان رضا جلالی آف میسی (فضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور)**

کی سرکوبی بھی کرتے رہے اس دور میں فتنوں کو کچلنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حق والوں کو جو شخصیت عطا فرمائی وہ ہمارے عظیم قائد امام جلالی اطال اللہ عمرہ ہیں آپ نے ہر فتنے کے مقابلہ میں ایک پوری تحریک چلائی وہ فتنہ قادینت ہو یا فتنہ راضیت، وہ فتنہ خارجیت ہو یا فتنہ ناصبیت، وہ فتنہ تفضیلیت ہو یا فتنہ جہنمی ہو، وہ ساجد میر کی شیطانیت ہو یا طاہر القادری کی خباثت، وہ غامدی حرامدی ہو یا پراسراری فتنہ، وہ امرذلیل ہو یا طارق رزلیل، وہ انڈیا کا ذا کرنا لائق ہو یا پاکستان کا نوید فاجر، وہ ایران کا کوئی شیطان ہو یا بحکم کا توصیف ارجمن، وہ امریکی گٹر کا کیڑا ہو یا یورپ کی محبت کا اسیر ہر فتنے کے گروکا سونڈھ کا ثا اور فتنے کو اپنی ایڑھی کے نیچے ایسا گڑا کہ وہ سنبھلنے کے قبل نہیں رہ سکا۔ عوام تو کیا خواص کو بھی ابھی اس فتنے کا علم نہیں ہوتا کہ ادھر امام جلالی اس کے رد میں درجنوں دلائل دے چکے ہوتے ہیں۔ الغرض ہر دن نیا فتنہ ابھر رہا ہے اور اس کا رد بھی بہت ضروری ہے امام جلالی فرماتے ہیں کہ ہر ہر فتنہ اتنا بڑا ہے کہ اس کیلئے ایک بہت بڑے سینیما کی ضرورت ہے۔ یہ عوام و خواص اہل سنت کی خیر خواہی نہیں تو اور کیا ہے۔

امام جلالی مسلک اہل سنت اور عوام اہل سنت کا در درکھنے والے ایک عظیم جرنیل ہیں جو کہ اس پرفتن دور میں جس وقت بڑے بڑے غیروں کے سامنے جھک گئے۔ کوئی خارجیوں کے ساتھ بغل گیر ہو رہے ہیں تو کوئی زیبیدیوں سے بو سے لے رہیں، کوئی راضیوں سے تھائف وصول کر رہے ہیں تو کوئی راضی اور خارجی ووٹ کی خاطر حق بولنے سے قاصر ہیں، کوئی رو اوض و خوارج کے نوٹ کیلئے گونگے بنے ہوئے ہیں تو کوئی غیر ملکی نشینیبیٹ کیلئے باطل کے تلوے چاٹ رہے

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى الله واصحابه اجمعين اما بعد بھی اہل اللہ کی صدائے حق تھی جس نے اس خطے کے سوئے ہوئے ضمیر کو بیدار کیا۔ وہ نفوس قدسیہ جہنوں نے سر زمین ہند میں مسجدوں کی تخم ریزی کی۔ انہیں کی تباہیوں اور ضوفشاںیوں نے شہستان ہند کو ایوان صحیح بنایا۔ انہی کی آہ صحیح گاہی سے سوز و گداز کے لشکروں نے انسانی قلوب واذہان کو مسخر کیا۔ اس ایمانی اور روحانی تحریک کے وہی حضرات وارث قرار پائے جن کی صحبت اکسیر سے کم نہیں ہوتی اور جن کا حرف سوز اور کلمہ تاشریف کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔ کنز العلماء مفکر اسلام، عظیم قائد، اہل سنت کی پیچان، محافظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، اسیر ناموس صحابہ و اہل بیت، حضرت علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کی ذات کا شمار بھی انہیں میں سے ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے جن خوبیوں سے نوازا ہے وہ بیٹھا رہیں یعنی آپ ایک عظیم محدث، یگانہ روزگار فقیہ، بیدار مفرغ مفتی، تاریخ سماز مدرس، راست فلر مصلح، اپنے منطقی علمی استدلال سے فریق مخالف کو لا جواب کر دینے والے مناظرا اور درجنوں کتابوں کے مصنف، شریعت کے سخت پابند، طریقت کی راہ کے مجاہد اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار، آپ زید مجده کی علمی اور مذہبی خدمات ناقابل فراموش ہیں آپ نے پوری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے لیے وقف کی ہوئی ہے۔  
ہر دور میں فتنے بھی سراہٹاتے رہے اور حق والے ان فتنوں

اسی طرح جس وقت دیکھا دیکھی عوام اہل سنت بلکہ کئی خواص بھی غائبانہ نماز جنازہ جیسے نبی بدعت کو رواج دے رہے تھے تو امام جلالی زید شرفہ ہی نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ لوگوں کو مسلک صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف متوجہ کیا جائے اور انہیں امت کے درخشاں تعامل کا پتہ دیا جائے۔ اور اس میں کوئی ذاتی عناد یا اپنی انا کا کوئی مسئلہ نہیں تھا بلکہ عوام اہل سنت کی خیر خواہی اور حق کو حق سمجھتے ہوئے حق کی خاطر کلمہ حق کی آواز کو بلند کیا اور قرآن و حدیث سے دلائل کا ایک بہت بڑا ذخیرہ پیش کرتے ہوئے ”غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں سینیماز“ کیا اور کئی بھکلے ہوؤں کو حق کا راستہ دیکھایا۔

اس پر فتنہ دور میں کہ جب دین پر دنیا کو ترجیح دی جانے لگی اور احکام و اقدار اسلامی کو پس پشت ڈالا جانے لگا، نوبت یہاں تک جا پہنچی کہ ترقی یافتہ دور میں دین و شریعت کی تنقیم غیر مسلم تو کجا خود مسلمانوں کیلئے بھی انک صورت اختیار کرنے لگی۔ بد عقیدگی کے جراحتی تیری سے پھینے لگ کہ صاحبان نقابت بھی نہ بچ سکے۔  
دل کے پھپھو لے جل اٹھے سینے کے داغ سے  
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اہل سنت کے معتقدات جس پر چودہ سو سال سے تمام

اکابرین امت قائم رہے اور امت کو اس کی تبلیغ کرتے رہے آج کچھ وہ لوگ جو اپنے آپ کو اہل سنت کا ٹھیکیار سمجھتے ہیں وہ ہی جب اپنے اکابرین کے نظریات و عقائد سے پھرنے لگے اور ایرانی ایڈ اور یورپ کے ویزوں کی لائچ میں، امریکی ڈالروں اور سعودی ریالوں کی چک میں عقیدہ اہل سنت کا سودا ”قم“ اور ”نجد“ کے بازاروں، امریکہ اور یورپ کے ایوانوں میں کرنے لگے تو اس دور میں صدیق اکبر کی صداقت کے چوکیدار، فاروق عظیم کی عدالت کے علمبردار، حضرت عثمان غنی کی حیا کے پہرے دار، مولانا شیر خدا کی دشمنوں کے خلاف لگتی تلوار، ابوحنیفہ کی نقابت کے امین اور امام احمد بن حنبل کی فکر کے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ عنایت سیاس وقت میرے امام جلالی ہی حق کی اذان ہر محاذا پر دے رہیں۔ امام جلالی زید شرفہ کا اعلان ہے کہ ہماری زندگی کھلی کتاب کی طرح ہے جب مضبوط اعصاب والے لوگ ڈالروں کی چمک میں آرہے تھے میرے امام اس وقت بھی فرمائے تھا اور آج بھی فرماتے ہیں کہ نہ کوئی کرنی ایجاد ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی سوداگر پیدا ہوا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام کو خرید سکے۔

جس وقت لوگوں کو عقیدہ توحید کی سمجھنیں آرہی تھی تو امام جلالی نیکی عقیدہ توحید سینیماز کے بتایا کہ ہر ہر ذرے میں، پھول کے ماتھے پر، شنبم کیا ندر، چلتی ہوئی ہوا میں، لمبڑوں اور فضاوں میں توحید کا پیغام لکھا ہے۔ وہ عقیدہ توحید کہ جب خوارج کی طرف سے اہل سنت پر کوئی حملہ ہوتا تو سنیوں کے پاس جواب نہیں ہوتا تھا بلکہ جب علمائے اہل سنت توحید کا سبق پڑھاتے تو عوام اپنے ہی علماء کے خلاف ہو جاتے۔ امام جلالی نے سی عوام کی خیر خواہی کرتے ہوئے عقیدہ توحید کر کے تو حید کا سبق اپنوں کو بھی یاد کروایا اور غیروں کو بھی سمجھایا جس کے نتیجے میں درجنوں بد عقیدہ علماء نے اپنے گندے عقیدے سے تائب ہو کر سچے مسلک کو قبول کر لیا۔

ایسے ہی ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس وقت ایمان کے ڈاکوؤں نے حملہ کیا اور تو ہیں رسالت کے دروازے کھو لے جا رہے تھے اور ۵۹۲ سی کو ختم کرنے کی سازشیں عروج پر پہنچی ہوئی تھیں۔ جہاں غازی ممتاز حسین قادری شہید علیہ الرحمہ گستاخ کو واصل جہنم کر کے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہرا دے رہے تھوڑے ہیں امام جلالی زید شرفہ قرآن و حدیث سے دلائل کے انبار لگا کر احتجاق حق اور ابطال بالل کے جذبہ سے سرشار ہو کر مضبوط دلائل کے ساتھ فرق بالطلہ کے رہ اور غیر مسلم قوتوں کی سازشوں کو بے نقاب کر کے علماء و عوام اہل سنت کی خیر خواہی کر رہے تھے۔

لَقَاتَتْهُمْ عَلَيْهِ وَأَجْتَمَعَ عَلَى عَدْدٍ الْحَجَرِ وَالْمَدَرِ  
وَالشَّوْكِ وَالشَّجَرِ وَالْجِنِّ وَالْإِنْسَ لَقَاتَتْهُمْ وَحْدَيْ "اگروہ  
مجھ سیز کوہہ کی رسی روک لیں گی کہ نبی کریم ﷺ کو دیتے تھیو میں ان  
کے خلاف بھی جنگ کروں گا اگرچہ میرے خلاف تمام پتھروں، زمین  
کے ذروں، تمام کانٹوں، تمام درختوں، تمام جنون اور تمام انسانوں کی  
تعداد کے برابر دشمن آ جائیں تو میں اکیلا ہی ان سے لڑوں گا۔

اسی طرح امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے اعلاء کلمۃ الحق  
کے انداز کو سامنے رکھتے ہوئے، اور حضرت مجدد پاک علیہ الرحمہ کے  
طریقہ کو اپناتے ہوئے جیل کی سلانخوں کو چوم کر آنکھوں پر لگالیا، لوگوں  
کی لائقی کو پسند کر لیا، اکیلے رہ جانے کو قبول کر لیا، اپنے خلاف گالیاں  
برداشت کر لیں، زبان بندیاں اور فور تھ شیڈول جیسی سزاوں  
کو برداشت کر لیا لیکن مسلک حق اہل سنت و جماعت کا جو چودہ سو سالہ  
تاریخ تھی اس کو سخن نہیں ہونے دیا اور اپنے آپ کو پیش کر کے دشمنان  
صحابہ اہل بیت کرام کیجن زہر آسودتیوں کا رخ اکابرین امت کی طرف  
تھا وہ اپنی طرف کر لیا لیکن حق پر آج نہیں آنے دی۔

امام جلالی نے کوئی میدان ایسا نہیں چھوڑا کہ جہاں سے کوئی  
دشمن دین میں نق卜 زنی کر سکے وہ میدان تقریر ہو یا میدان تصنیف،  
میدان مناظرہ یا میدان تحریر، وہ مرالہ کی جامع مسجد ہو یا گوجرانوالہ  
کامدرسہ نہرہ، کراٹیو لاکی جامع مسجد ہو یا مکہ شریف کی عظیم دھرتی پر ج  
کا خیمه، وہ ایز پورٹ کی جگہ ہو یا ختم نبوت کے ڈاؤں کا تعاقب کرتے  
ہوئے پولیس کی بھاری نفری میں شملہ پہاڑی پر شیر کی طرح دھڑاتے  
ہوئے کفر اور اہل کفر کو لکارنا الغرض اپنی زندگی کا بہرہ لمحہ عقیدہ اہل سنت  
کے تحفظ اور عوام اہل سنت کی خیرخواہی کیلئے کوشش ہیں۔ اللہ تعالیٰ  
ہمارے اس عظیم لیڈر کا سایہ اہل سنت کے سروں پر صحت و عافیت کے  
ساتھ تادیر سلامت رکھے۔ (آمین)

رکھوں، مجدد الف ثانی کی روحانی اولاد اور امام احمد رضا خاں کے  
مسلک کی پیچان، سید جلال الدین شاہ کی حق گوئی کی لکار اور اس دور میں  
اہل سنت کے ماتھے کا جھومر اور ہماری جان کنز العلماء مفکر اسلام حاملین  
استقامت کے طریقہ پر چلتے ہوئے عزیت کا راستہ اپنایا اور اپنے علم  
و قلم سے اسلام کی راہ کے مسافر بنتے ہوئے زبان و قلم کو بروئے  
کار لارکر عوام و خواص کی خدمت میں اپنادر دوسویں پیش کیا اور صفحہ سے  
لیکر آج تک جو عقیدہ اور نظریہ رائج تھا اور قیامت تک رہے گا اس  
پر پھرہ دیتے ہوئے ہچکو لیتی ہوئی اہل سنت کی فکری کشتوں کو نکارے  
تک پہنچانے کیلئے جاندار کردار ادا کیا۔

اسی طرح جب ناموں صحابہ کرام ہو یا ناموں اہل بیت  
اطہار کا مسئلہ ہو سی عوام کے نظریے کا تحفظ جس شخصیت نے اپنے  
کچھ قربان کر کے کیا اس کو دنیا کنز العلماء مفکر اسلام ڈاکٹر محمد اشرف  
آصف جلالی زید مجدد کے نام سے جانتی ہے۔ حال ہی میں جب حضرت  
خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان کو آڑ بنا  
کر افضل البشر بعد الانبیاء، خلیفۃ بلا فصل، یار غار، مولاۓ کائنات کے  
عظیم قائد اور امام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کی  
گئی تو بہت سارے خواص مصلحتوں کا شکار ہو چکے تھے حتیٰ کہ امام جلالی  
کو سمجھا ہے تھا کہ حق بات وہی ہے جو آپ نے کی لیکن حالات ٹھیک  
نہیں ہیں لوگ آپ کو چھوڑ جائیں گے۔ آپ اکیلے رہ جائیں گے، کوئی  
ساتھ نہیں دے گا لہذا آپ اپنے الفاظ و آپس لے لیں تو اس وقت  
میرے امام نیو ہی جواب دیا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
اس وقت فرمایا تھا۔

جب کہا جا رہا تھا کہ آپ ان لوگوں کی نماز قبول  
کر لیں جو زکوٰۃ کے منکر ہو گئے، اور جو نماز کے انکاری ہو گئے ہیں ان  
سے زکوٰۃ قبول کر لیں اور ان کو کچھ نہ کہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
فرمایا تھا "لَوْ مَنْعَوْنِي عَقَالًا هَمَا كَانُوا يَوْ دُونَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

سو برس کے روزوں کے برابر تواب

قالَ إِبْرَاهِيمُ النَّخْعَنِيُّ: إِنَّ رَجَبَ شَهْرُ اللَّهِ تَعَالَى. فِيهِ حَمَلَ اللَّهُ تُوحِّدًا فِي السَّفِينَةِ. فَصَامَهُ تُوحِّدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ مَنْ كَانَ مَعَهُ. فَأَمِنَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ كَانَ مَعَهُ مِنَ الطُّوفَانِ، وَظَهَرَ الْأَرْضُ مِنَ الشَّرِكِ وَالْعُدُوانِ. ذَكَرُهُ الْإِمَامُ عَبْدُ الْقَادِيرِ الْجِيلَانِيُّ.

(الشیخ عبد القادر الجیلانی فی غنیۃ الطالبین، 1: 320).

حضرت ابراہیم نجحی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: بے شک رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اسی ماہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی میں سوار کیا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام نے روزہ رکھا اور آپ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساتھیوں سمیت طوفان سے محفوظ رکھا اور زمین کو شرک اور دشمنان دین سے پاک کر دیا۔ اسے امام عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے۔

قالَ ذُو الْنُّونِ الْمِضْرِئِ: رَجَبٌ لِتَرْكِ الْأَفَاتِ، وَشَعْبَانُ لِإِسْتِعْمَالِ الطَّاعَاتِ، وَرَمَضَانُ لِإِنْتِظَارِ الْكَرَامَاتِ، فَمَنْ لَمْ يَتَرْكِ الْأَفَاتِ، وَلَمْ يَسْتَعْمِلِ الطَّاعَاتِ، وَلَمْ يَنْتَظِرِ الْكَرَامَاتِ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ التُّرَكَاتِ۔ (الشیخ عبد القادر الجیلانی فی غنیۃ الطالبین، 1: 326).

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رجب آفات کے ترک کا مہینہ ہے، شعبان عبادات کے استعمال کا اور رمضان کرامات کے انتظار کا مہینہ ہے۔ حس نے آفات کو ترک نہ کیا، عبادات سے تعقیل نہ جوڑا، اور کرامات کا انتظار نہ کیا، وہ اہل باطل سے ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا: رَجَبٌ شَهْرُ الزَّرْعِ، وَشَعْبَانُ شَهْرُ السَّقْعِ، وَرَمَضَانُ شَهْرُ الْحَصَادِ، وَكُلُّ يَتَصُدُّ مَا زَرَعَ، وَيُجْزِي مَا صَنَعَ، وَمَنْ ضَيَّعَ الزِّرَاعَةَ نَدِمَ يَوْمَ حَصادِهِ، وَأَحْلَفَ ظَنَّهُ مَعَ سُوءِ مَعَادِهِ۔ (الشیخ عبد القادر الجیلانی فی غنیۃ الطالبین، 1: 326).

## ماہ رجب المجب کے فضائل و مسائل

مولانا مفتی محمد اکمل قادری جلالی

فضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا ہارور

اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکرواحسان ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا انسان میں مسلمان بنایا لہذا مسلمان کا ہر ایک کام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق ہونا چاہیے اللہ پاک نے بندوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا اور عبادات کے لیے اوقات مقرر فرمائی۔ مزید کچھ ایام، اوقات ایسے بھی ہیں جن کی خاص فضیلیتیں اور برکتیں الگ ہیں انہیں میں سے رجب المجب کا مہینہ بھی ہے کہ اس مہینہ میں عبادت کرنے اور روزے رکھنے والوں کو برکتوں رحمتوں سے مالا مال کیا جاتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں یوں مذکور ہے۔

حدیث نمبر 1: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک نہر ہے جسے ”رجب“، کہا جاتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے تو کوئی رجب کا ایک روزہ رکھنے تو اللہ تعالیٰ اسے اس نہر سے سیراب کرے گا، (شعب الایمان ج 3 ص 367 حدیث 3800)

حدیث نمبر 2: فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے: رجب کے پہلے دن کا روزہ تین سال کا کفارہ ہے اور دوسرا دن کا روزہ دوسالوں کا اور تیسرا دن کا ایک سال کا کفارہ ہے، پھر ہر دن کا روزہ ایک ماہ کا کفارہ ہے، (الجامع الصغیر حدیث 5051 ص 5051)

حدیث نمبر 3: فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے: پانچ راتیں ایسی ہیں جس میں دعا ردنیں کی جاتی، (1) رجب کی پہلی رات (2) پندرہ شعبان (3) جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات (4) عید الغفران کی رات (5) عید الاضحیٰ کی رات (الجامع الصغیر ص 241 حدیث 3952) حدیث نمبر 4: حضرت سیدنا ابو قلاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رجب کے روزہ داروں کے لیے جنت میں ایک محل ہے، (شعب الایمان ج 3 ص 368 حدیث 3802)

یہ روایت امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر، درمنثور نج، ص ۱۸۶ اور امام الہلسنت علیہ حضرت احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحم نے فتاویٰ رضویہ نج، ص ۶۵۷ پر نقل فرمائی۔ ایک اور روایت ہے جسے جزء ابی معاذ مروزی میں بطریق شہر ابن حوشب ابو حیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کیا کہ ”من صام يوم سبع وعشرين من رجب كتب الله له صيام ستين شهراً وهو اليوم الذي هبط فيه جبريل على محمد ﷺ بالرسالة“ یعنی جو رجب کی ستائی سویں کاروزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے سانچھ مہینے کے روزوں کا ثواب لکھے اور یہ وہ دن ہے جس میں جبریل علیہ اصلوٰۃ والسلام محمد ﷺ کے لئے پیغام لیکر نازل ہوئے” (فتاویٰ رضویہ نج، ص ۶۵۸)

اور یہی دیگر روایت فتاویٰ رضویہ نج، ص ۶۵۸ پر ملاحظہ فرمائیں ایک روایت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابن ماجہ ص ۱۲۵ پر لقل کی کہ ”ان النبی ﷺ نہی عن صیام رجب“ یعنی نبی کریم رَوَفْ رَحِيم ﷺ نے رجب کے روزوں سے منع فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دور جامیت میں کفار ان مہینوں کی بطور عبادت حد درجہ تعظیم کرتے تھے تو ابتدائے اسلام میں کفار سے مشابہت کی وجہ سے رجب کے روزوں سے منع فرمایا اور بعد میں یہ حکم منسوخ فرمادیا جیسا کہ اسی حدیث کی شرح میں ابن ماجہ کے حاشیہ میں فرمایا۔ ورنہ خود سرکار مدینہ ﷺ سے اس دن کے روزے کی فضیلت روایت ہوئی جیسا کہ گزار اور خود سرکار ﷺ نے اس ماہ کے روزے کے حوالے

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ امام مسلم اور ابو داؤد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ عثمان بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رجب کے روزوں کے بارے میں پوچھا تو فرمایا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ان رسول اللہ ﷺ کا نصیحت یہ تھی ”نقول لا يصوم“ (درمنثور نج، ص ۱۸۵) یعنی رسول اللہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کا نصیحت یہ تھی کہ ہم کہتے آپ ﷺ (اس مہینے کا)

آپ رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا: رجب نصل بونے کا مہینہ ہے، شعبان پانی دینے کا، اور رمضان فصل کا ٹنے کا مہینہ ہے۔ ہر شخص جو بتا ہے وہی کاشتا ہے اور جو عمل کرتا ہے اسی کا بدلہ پاتا ہے۔ جس نے فصل کو ضائع کیا وہ کٹائی کے دن نادم ہوتا ہے اور اپنے گمان کے خلاف پاتا ہے اور برے انجام کو دیکھتا ہے۔

وَقَالَ أَبُو بَكْرُ الْوَزَّاقُ: مَثُلُ شَهْرِ رَجَبٍ مَثُلُ الرِّجْمَجَ وَمَثُلُ شَعْبَانَ مَثُلُ الْعَيْمَ، وَمَثُلُ رَمَضَانَ مَثُلُ الْمَطَرِ۔ (ابن رجب الحنبلي في لطائف المعارف، ص: 234) انہوں نے یہی فرمایا: ماہ رجب ہوا کی مانند ہے، شعبان بادل کی مانند، اور رمضان بارش کی مانند ہے۔

27 دنیں رجب الموجب کی عظیتوں کے کیا کہنے! اسی تاریخ کو ہمارے پیارے آقا ﷺ پر پہلی بار وحی نازل ہوئی اور اسی تاریخ کو معراج کا عظیم الشان مججزہ رونما ہوا۔

چنان چہ 27 دنیں رجب الموجب کے روزے کی بڑی فضیلت ہے۔ سرکار صطفیٰ ﷺ کا فرمان ہے: رجب میں ایک دن اور رات ہے، جو اس دن کا روزہ رکھے اور وہ رات نوافل میں گزارے، یہ سو برس کے روزوں کے برابر ہو۔ اور وہ 27 دنیں رجب ہے۔ (شعب الایمان ح 3 ص 373 حدیث 3811)

ستائیں رجب الموجب کے روزہ رکھنے کی فضیلت احادیث مبارکہ میں وارد ہے چنانچہ امام تہذیقی سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ”فِي رَجَبٍ يُوْمٌ وَلِيْلَةٍ مِنْ صَامَ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَقَلَمَ تِلْكَ الْلَّيْلَةَ كَانَ كَمِنْ صَامَ مِنَ الدَّهْرِ مائِةَ سَنَةٍ وَقَلَمَ مائِةَ سَنَةٍ وَهُوَ لِثَلَاثَ بَقِيَنِ مِنْ رَجَبٍ وَفِيهِ بَعْثَ اللَّهِ حَمْدًا“ یعنی، ”رجب میں ایک رات اور دن ہے جو اس دن روزہ رکھے اور وہ رات نوافل میں گزارے سو برس کے روزوں اور سو برس کی شب بیداری کے برابر ہو، اور وہ ستائیں رجب ہے اسی تاریخ کو والله عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو مجموع فرمایا۔

ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً حدیث پہنچی کہ ”رب میں ایک رات ہے جس میں عمل کرنے والے کے لیے سو برس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور یہ رب کی ۲۷ ویں شب ہے اس میں بارہ رکعات دو دو کر کے ادا کریں پھر آخر میں سُبْحَانَ اللَّهِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ اللَّهُ أَكْبَرُ“ سوتہ، پھر استغفار سوتہ، پھر درود شریف سوتہ پڑھ کر اپنے امور کی دعا مانگے اور صبح کو روزہ رکھ کر تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام دعا میں قبول فرمائے گا دوسرا روایت میں ہے کہ ”اللہ تعالیٰ ساٹھ سال کے گناہ مٹا دے گا“۔ (ماشیت من النبی ص ۱۸۴)

ستائیکیوں رب رجب کی عبادات:- رجب کا روزہ رکھیں مغرب سے قبل غسل کریں، اذاں مغرب پر افطار کریں مغرب کی نماز ادا کریں پھر ستائیکیوں شب میں بیدار ہیں۔ عشاء کے بعد درکعت نماز نفل ادا کریں اور ہر رکعت میں الحمد شریف یعنی سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص اکیس مرتبہ پڑھیں۔ نماز سے فارغ ہو کر مدینۃ المنورہ کی جانب رخ کر کے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں، پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُمْشَأَهِدَةً أَسْرَارَ الْمُجَبِّينَ وَإِلَخْلُوَةَ الْقَيْ

خَصَّصْتَ لِهَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ حِلْيَنَ أَسْرِيْتُ بِهِ لَيْلَةَ

السَّابِعِ وَالْعَشْرِيْنَ أَنْ تَرْكَمَ قَبْيَنِ الْحَزِينَ وَ تُجْبِبَ دَعَوَيْنِ يَا

أَكْرَمَ الْأَكْرَمِيْنَ۔۔۔ تو اللہ تعالیٰ شب معراج کے سیلے سے دعا قبول فرمائے گا، اور رب رجب دوسروں کے دل مردہ ہو جائیں گے تو ان کا دل زندہ رکھے گا جو یہ دعا پڑھیں گے۔ (نہمه المجالس جلد اول صفحہ ۱۳۰ فضائل الالیام والشهر، صفحہ ۴۰۳) رجب میں شب بیداری اور قیام ماہ رب رجب کی پہلی، پندرہویں اور ستائیکیوں شب میں بیدار ہونا اور عبادات میں مشغول ہونا چاہئے۔ نیز رب کی پہلی جمعرات (نوچندی) کا روزہ رکھیں اور پہلی شب جمعہ میں قیام کریں۔

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، پہلی شب جمعہ کو فرشتہ لیلۃ الرغائب (مقاصد کی رات) کہتے ہیں، جب اس رات کی اول تہائی گزر جاتی ہے تو تمام آسمانوں اور زمینوں میں کوئی فرشتہ ایسا باقی نہیں رہتا

کوئی روزہ نہ چھوڑیں گے اور روزے نہ رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس ماہ کا) کوئی روزہ نہ رکھیں گے۔ امام بیہقی کے حوالے سے امام سیوطی درمنثور ج، ص ۱۸۵ پر روایت نقش کرتے ہیں کہ سیدنا ابو حیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ان رسول اللہ ﷺ نے صدر رمضان الارجب و شعبان ”یعنی رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ (پورے مہینے کے روزے) سوائے رجب اور شعبان کے کسی مہینے میں نہ رکھے۔

امام بیہقی اور امام اصحابی سیدنا ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، ”فِي الْجَنَّةِ قَصْرٌ لِصَوَامِ رَجَبٍ“ قال البیهقی موقوف على ابی قلابة وهو من التابعين فمثله لا يقول ذلك الا عن بلاغ عمن فوقه هم يأتيه الوجه (درمنثور ج، ص ۱۸۵) ”یعنی جنت میں رجب کے روزہ داروں کے لئے ایک عظیم الشان محل ہے۔“ یہ حدیث اگرچہ تابعی کا قول ہے لیکن ایسی بات اپنی عقل سے نہیں کہی جاسکتی لہذا یہ روایت حکماً مرفوع ہے یعنی ان تابعی نے کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے اور ان صحابی نے سرکار سلیمان بن اسہل نے اسے سننا ہوا۔ مزیداً ان ماجہ کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ رب رجب کے روزوں سے منع کی مطلوب پورے مہینے کے روزوں سے منع ہے تاکہ ماہ رمضان کی خصوصیت برقرار رہے اور اسی حدیث کے آخر میں ایک روایت میں کلمہ کا لفظ آیا ہے۔ درمنثور ج، ص ۱۸۶ پر ہے، ”اخراج ابن ماجہ والبیهقی وضعفه عن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول الله ﷺ نہی عن صوم رجب کله،“ یعنی اس مہینے کے پورے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ ان روایتوں میں بعض اگرچہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں لیکن تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف احادیث مقبول ہیں۔ لہذا ستائیکیوں رب رجب کے روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ باعث ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کثرت سے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

27 ویں شب کی خصوصی عبادات:- حافظ ابن حجر کی علیہ الرحمہ کہتے ہیں

جو کعبہ یا اطراف کعبہ میں جمع نہ ہو جائے، اس وقت اللہ تعالیٰ تمام ملائکہ کو اپنے دیدار سے نوازتا ہے اور فرماتا ہے مجھ سے مانگو جو چاہو، فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب! عرض یہ ہے کہ تو رجب کے روزہ داروں کو بخش دے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں انھیں بخش دیا۔ (غاییۃ الطالبین صفحہ ۳۶۲)

رجب میں ایک رات ہے کہ اس میں نیک عمل کرنے والے کو سو برس کی نیکیوں کا ثواب ہے اور وہ رجب کی ستائیسویں شب ہے جو اس ماہ میں بارہ رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی سی ایک سورت اور ہر دور رکعت پر التحیات پڑھے اور بارہ پوری ہونے پر سلام پھیرے اس کے بعد 100 بار یہ پڑھے: سبحان اللہ والحمد لله ولا اللہ الا اللہ واللہ اکبر، استغفار 100 بار، ذروہ شریف 100 بار پڑھے اور اپنی دنیا و آخرت سے جس چیز کی چاہیے دعائیں اور صحیح کروزہ رکھ کر تو اللہ تعالیٰ اس کی سب دعا میں قبول فرمائے سوائے اس دعا کے جو گناہ کے لیے ہو۔

(قضانماز کے ضروری احکام ص 58 / بحوالہ بہار شریعت ج 1 حصہ 4 ص 706)

اللہ پاک کی کیسی حجتیں ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی زندگی کی قضانمازیں مکمل پڑھنے کی نیت سے گھر سے نکلا اور موت آپہوچی تو کامل نمازوں کا ثواب پائے گا۔ جیسا سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر کسی شخص کے ذمہ میں یا چالیس سال کی نمازیں واجب الادا ہیں اس نے اپنے ان ضروری کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گزرنیں کار و بار ترک کر کے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کر لیا کہ گل (یعنی پوری) نماز ادا کر کے آرام لوٹا اور فرض کیجیے اسی حالت میں ایک مہینہ یا ایک دن ہی کے بعد اس کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا ملہ سے اس کی سب نمازیں ادا کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَن يَخْرُجْ مِن بَيْتِهِ مَهَا جَرَا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يَدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرَهُ عَلَى اللَّهِ۔ جو اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف بھرت کرتا ہوا نکلے پھر اسے راستے میں موت آجائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا، یہاں مطلق فرمایا گھر سے اگر ایک ہی قدم نکلا اور موت نے آلیا تو پورا کام اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور کامل ثواب پائے گا وہاں نیت دیکھتے ہیں ساردار و مدار حسن نیت پر ہے۔ (قضانماز کے ضروری احکام ص 59 / بحوالہ الملفوظ اول ص 62)

اللہ ہمیں خوب عبادتیں کرنے اور فکر آخرت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(شعب الایمان ج 3 ص 374 حدیث 3812) یاد رہے کہ ان نفل نمازوں اور نفل روزوں کی فضیلیتیں اور برکتیں حقیقت میں انہیں ملیں گی جن کی فرض نمازیں اور فرض روزے قضانماز ہو، اور نفل نماز اور نفل روزوں کی جگہ جو شخص قضانے عمری ادا کرے تو اس کی نفل نماز اور نفل روزوں کا ثواب بغیر پڑھے ملے گا ان شاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ خلیل ملت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو شخص نفل نماز اور نفل روزے کی جگہ قضانے عمری فرض وواجب ادا کرنے میں وہ لوگائے رکھے کہ مولی عز و جل اپنے کرم خاص سے قضانمازوں کے تھمیں میں ان نوافل کا ثواب بھی اپنے خزانہ غیب سے عطا فرمادے جن کے اوقات میں یہ قضانمازیں پڑھی گئیں۔ واللہ ذوالفضل العظیم۔ (قضانماز کے ضروری احکام ص 60 / بحوالہ سنی بہشتی زیور ص 240)

لہذا شب قدر، شب برات اور شب معراج وغیرہ مبارک راتوں میں نفل

مجبور(Force) کیا جاتا تھا کہ وہ کسی جانور کے بدن سے اپنے بدن کو گزیریں پھر سارے شہر کا اسی گندے لباس میں چکر لگائیں اور ادھر ادھر اونٹ کی میگنیاں پھینکتی ہوئی چلتی رہیں۔ یہ اس بات کا اعلان ہوتا تھا کہ ان عورتوں کی عدالت ختم ہو گئی ہے۔ بے چاری مصیبت کی ماری عورتیں گھٹ گھٹ کر اپنی زندگی کے دن گزارتی تھیں۔ سالہا سال تک ظلم و ستم کی ماری دھکیاری عورتیں اپنی اس بے کسی اور لاچاری پررونقی بلبلاتی اور آنسو بھاتی رہیں مگر دنیا میں کوئی بھی ان عورتوں کے زخموں پر مرہبم رکھنے والا اور ان کے آنسوؤں کو پوچھنے والا دُور دُور تک نظر نہیں آتا تھا نہ دنیا میں کوئی بھی ان کے دُکھ درد کی فریاد سننے والا تھا نہ کسی کے دل میں ان عورتوں کے لئے رحم و کرم کا کوئی جذبہ تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ کی آمد سے ساری دنیا میں انوکھا انقلاب

برپا ہوا تو باقی دلکی انسانیت کی طرح لاچار عورتوں کے بھی سمجھی دکھ دُور ہو گئے۔ جب ہمارے آقا، دُکھوں کے بلاع و مادی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ”دینِ اسلام“ لے کر تشریف لائے تو دنیا بھر کی ستائی ہوئی عورتوں کی قسمت کا ستارہ چک اٹھا۔ اسلام کی بدولت ظالم مردوں کے ظلم و ستم سے چکی اور روندی ہوئی عورتوں کا درجہ اس قدر بلند بالا ہوا کہ عبادات و معاملات بلکہ زندگی (Life) اور موت کے ہر مرحلے اور ہر موڑ پر عورتوں کو باوقار مقام حاصل ہوا، مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق مقرر ہو گئے، ان کے حقوق کی حفاظت کیلئے جدا گانہ حکام خداوندی نازل ہوئے۔ عورتوں کو ماکانہ حقوق حاصل ہو گئے، عورتیں اپنے مہر کی رقبوں، اپنی تجارتیوں، اپنی جائیدادوں کی مالک بنادی گئیں اور اپنے ماں باپ، بھائی بہن، اولاد اور شوہر کی میراثوں کی وارث قرار دی گئیں۔ الغرض وہ عورتیں جو مردوں کی جو تیوں سے زیادہ ذمیل و خوار اور انتہائی مجبور و لاچار تھیں، وہ مردوں کے دلوں کا سکون اور ان کے گھروں کی ملکہ بن گئیں چنانچہ قرآن کریم نے صاف صاف لفظوں میں اعلان فرمادیا:

خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْتَكُمْ مَوَدَّةً وَ رَحْمَةً (پارہ: ۲۱۔ سورۃ روم: ۲۱)

ترجمہ: تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی۔

اسلام کا بیٹھ پر احسان: زمانہ جاہلیت میں بیٹی کو نہیں، بوجھ اور ذلت و رسوائی کا سبب سمجھا جاتا تھا، بیٹی کی پیدائش کا عن کر کوئی اس نہیں جان کو قتل کر کے کتے

## اسلام کے خواتین پر احسانات

از قلم: ام الشفاء بنت اختر جلالیہ

اسلام مخصوص چند عقائد و فرائض کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ اسلام تو انسان کو زندگی گزارنے کے سنبھری اصول سکھاتا ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں کہ جہاں اسلام رہنمائی نہ فرماتا ہو۔ اسلام نے جہاں ایک دوسرے کے حقوق (Rights) بیان فرمائے، وہیں اسلام سے قبل معاشرے کے ظلم و ستم کی بچی میں پی ہوئی عورت کو ظلم و ستم کی دلدل سے نکال کر اسے وہ تمام جائز حقوق دلاتے، جن سے وہ محروم رکھی جاتی ہی، الغرض اسلام نے عورتوں کو عزت کا تاج پہنا کر انہیں معاشرے (Society) میں وہ حقیقی مقام دیا، جس کا قصور بھی زمانہ جاہلیت میں عورت کے وہم و گمان میں نہ تھا۔ اسلام نے عورتوں کا وقار بلند کیا اور انہیں ان کا حقیقی مقام دلوانے میں وہ شاندار کردار ادا کیا کہ خود انسانیت کو بھی آپ پر فخر ہے گا۔

زمانہ جاہلیت میں عورت پر ڈھانے جانے والے مظالم اپنی انتہا کو پہنچ ہوئے تھے۔ دنیا میں عورتوں کی کوئی عزت و اہمیت ہی نہیں تھی، مردوں کی نظر میں اس سے زیادہ عورتوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی کہ وہ مردوں کی نفسانی خواہش پوری کرنے کا ایک ”کھلونا“ تھیں۔ جانوروں کی طرح ان کو مارا پیٹا جاتا، ذرا ذرا اسی بات پر عورتوں کے کان ناک وغیرہ انحصار کاٹ لیے جاتے اور کبھی قتل بھی کر دالتے تھے۔ باپ کے منے کے بعد اس کے لڑکے جس طرح باپ کی جائیداد اور سامان کے مالک ہو جایا کرتے تھے، اسی طرح اپنے بانپ کی بیویوں کے مالک بن جایا کرتے تھے اور ان عورتوں کو زبردستی لوٹنے یا بن کر رکھ لیا کرتے تھے۔ عورتوں کو ان کے ماں باپ، بھائی بہن یا شوہر کی میراث میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا، نہ عورتیں کسی چیز کی مالک ہوا کرتی تھیں۔ بیوہ ہو جانے کے بعد عورتوں کو گھر سے باہر نکال کر ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک جھونپڑے میں ایک سال تک قید میں رکھا جاتا تھا، وہ جھونپڑے سے باہر نہیں نکل سکتی تھیں، نہ غسل کرتی تھیں نہ کپڑے بدلتی تھیں، کھانا پانی اور اپنی ساری ضرورتیں اسی جھونپڑے میں پوری کرتی تھیں۔

بہت سی عورتیں تو گھٹ گھٹ کر مر جاتی تھیں اور جو زندہ بیٹے جاتی تھیں تو ایک سال کے بعد ان کے دامن میں اونٹ کی میگنیاں ڈال دی جاتی تھیں اور ان کو سبب سمجھا جاتا تھا، بیٹی کی پیدائش کا عن کر کوئی اس نہیں جان کو قتل کر کے کتے

حقوق کی حفاظت فرمائی اور ان پر رہتی دنیا تک کے لئے احسانات فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی اور ظلم و زیادتی کو ختم کیا اور ان کی پرورش کرنے اور ان سے حسن سلوک سے پیش آنے پر جنت میں داخلے کی بشارتیں عطا فرمائیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار بیٹی کے مقام و مرتبہ اور ان سے حسن سلوک پر اجر کو بیان کیا تو ایک دفعہ سیدنا صصحہ بن ناجیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جاہلیت کی زندگی کا واقعہ بیان کیا:

صصحہ بن ناجیہ روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی، جسے انہوں نے قبول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن کے کچھ آیات سکھائیں۔ صصحہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے جاہلیت کے زمانے میں کچھ اعمال انجام دیے تھے، کیا ان پر مجھے کوئی اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا عمل کیا تھا؟ صصحہ نے جواب دیا: میری دو اٹھیاں گم ہو گئی تھیں، اور میں ان کی تلاش میں اپنے ایک اونٹ پر نکلا۔ تلاش کے دوران مجھے میدان میں دو خیڑے نظر آئے، میں ان کی طرف گیا اور ایک خیڑے میں ایک بوڑھے شخص کو پایا۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا تم نے دوں سالہ اٹھیاں دیکھی ہیں؟ اس نے کہا: نہیں دیکھی۔ میں نے ان کے نشانات بیان کیے تو اس نے کہا: ہاں، ہم نے ان اٹھیوں کو پکڑا، ان کے بچے پیدا ہوئے اور ہم نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ اللہ نے ان کے ذریعے تمہاری قوم میں سے ایک گھرانے کو زندگی بخشی۔ اسی دوران و درسے خیڑے سے ایک عورت نے پکارا کہ اس نے بچے کو حنم دیا ہے۔ وہ شخص بولا: اگر اڑکا ہوا تو وہ ہماری قوم میں شامل ہو گا، اور اگر اڑکی ہوئی تو ہم اسے دفن کر دیں گے۔ عورت نے بتایا کہ وہ لڑکی ہے۔ میں نے پوچھا: یہ نو مولود بچی کون ہے؟ اس نے جواب دیا: میری بیٹی۔ میں نے کہا: کیا تم اسے بچو گے؟ اس نے حیرت سے کہا: کیا تم مجھے اپنی بیٹی کو بیچنے کا کہہ رہے ہو؟ میں تو عرب کے مضر قبیلے سے ہوں۔ میں نے کہا: میں تم سے اس کی گردن نہیں خرید رہا بلکہ اس کی جان خرید رہا ہوں تاکہ تم اسے قتل نہ کرو۔ اس نے پوچھا: کیا قیمت دو گے؟ میں نے کہا: یہ دونوں اٹھیاں اور ان کے بچے۔ وہ بولا: اور یہ اونٹ بھی؟ میں نے کہا: ہاں، لیکن تمہیں میرا ایک قاصد دینا ہو گا جو میرے ساتھ جائے۔ جب میں اپنے قبیلے تک پہنچ جاؤں گا، تو یہ اونٹ تمہیں واپس کر دوں گا۔ جب میں اپنے خاندان تک پہنچا،

کو کھلا دیتا۔ کسی کے ہاں بیٹی کی ولادت ہو جاتی تو غم و غصے کے مارے اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا، غصے کی آگ بجھانے اور شمندگی مٹانے کے لئے اس نغمی کلی کو ”زندہ ہی دن“ کر دیا جاتا۔ جیسا کہ سورۃ الحل کی آیت نمبر 58 اور 59 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَإِذَا بُتْرَأَ أَحَدُهُمْ بِالْأَنْثِي ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًا وَ هُوَ كَظِيمٌ  
يَتَوَارِى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيْمَسْكَةٌ عَلَى هُوَنِ أَمْ  
يَلْدُسَةٌ فِي التُّرَابِ إِلَّا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ<sup>۵</sup>

ترجمہ: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوبخبری دی جاتی ہے تو ان بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھ گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا۔ ارے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نفسی کیر میں سورۃ الحل کی آیت 59 کے تحت بیٹیوں کو قتل کرنے کے طریقوں متعلق جو لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”زمانہ جاہلیت میں کفار مختلف طریقوں سے اپنی بیٹیوں کو قتل کر دیتے تھے، ان میں سے بعض گڑھا کھوتے اور بیٹی کو اس میں ڈال کر گڑھا بند کر دیتے یہاں تک کہ وہ مر جاتی، اور بعض اسے پہاڑ کی چوٹی سے چیکن دیتے، بعض اسے غرق کر دیتے اور بعض اسے ذبح کر دیتے تھے، ان کا بیٹیوں کو قتل کرنا بعض اوقات غیرت اور حسیت کی وجہ سے ہوتا تھا اور بعض اوقات فقر و فاقہ اور ننان لفقة لازم ہونے کے خوف سے وہ ایسا کرتے تھے۔

اگر بالفرض اسے زندہ رہنے کا موقع مل بھی جاتا تو وہ زندگی بھی کسی عذاب سے کم نہ ہوتی، جانوروں کی طرح مارنا پڑتا، بدن کے اعضا کاٹ دینا، میراث سے محروم کر دینا، پانی کے حصول کے لئے دریاوں کی بھیٹ چڑھا دینا عام می باش تھی۔ لہیں باپ کے مرنے کے بعد بیٹا اپنی ہی ماں کو لوٹنے بیانیتا، کہیں مالی و راست کی طرح اسے بھی بانٹ لیا جاتا۔ عورت ایک ”نورانی“ اور نفسانی خواہشات پورا کرنے کا ”آل“ ہی سمجھی جاتی۔ بے بی کے اس عام میں لاچار عورتوں کی مدد اور ان کے غموں کا نمداوا کرنے والا کوئی نہ تھا۔

صدیوں سے جاری ظلم و ستم کی تاریک شب بالآخر تھم ہوئی جب رسول اکرم نور جسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ فرم ہوئے۔ آپ نے عورت کو عورت و شرف کا وہ بلند مقام عطا کیا، جو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ہر کردار یعنی بیٹی، بہن، ماں، بیوی وغیرہ کے

ابن الگبیوں کو آپس میں مالیا۔ یعنی ان دو الگبیوں کی طرح (قریب قریب) ہوں گے۔

(3). عَنْ أَنَّى سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَكُونُ لِأَحَدٍ كُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخْوَاتٍ فَيُحِسِّنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ». (سنن ترمذی، 382، حدیث: 1912)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کے پاس تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو جنت میں ضرور داخل ہو گا۔

(4). عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنِ ابْتَلَى بِشَيْءٍ مِّنَ الْبَنَاتِ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ». (سنن الترمذی، 383، حدیث: 1913)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لڑکیوں کی پروردش سے دوچار ہو، پھر ان کی پروردش سے آنے والی مسیبتوں پر صبر کرے تو یہ سب لڑکیاں اس کے لیے جہنم سے آڑ بنیں گی۔ (جاری ہے)

تو میں نے اونٹ واپس کر دیا۔ رات کو میں نے سوچا کہ یہ ایسا نیک عمل ہے جس پر کوئی عرب مجھ سے پہنچنے پہنچا۔ اسلام ظاہر ہوا اور میں نے تین سو ساٹھ نو مولود لڑکیوں کو زندہ رکھا۔ میں نے ہر لڑکی کو دو اٹھیوں اور ایک اونٹ کے عوض خریدا۔ کیا ان اعمال پر مجھے کوئی اجر ملے گا؟

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَكَ أَجْرٌ كَإِذْمَانِ اللَّهِ عَلَيْكَ بِالإِسْلَامِ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے ان اعمال پر اجر ہے جب ہی اللہ نے تمہیں اسلام کی بدایت سے نوازا۔ (معجم کبیر، ۱/۸، حدیث: ۴۲۱۲)

اسلام نے بیٹی کو عظمت بخشی، اسے کئی شانیں دیں، بیٹی اللہ کی رحمت، باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک، گھر کی رونق، ماں کا سکون، بھائیوں کی لاڈلی، تھیال اور دھیال کی شہزادی، اپنے کفالت کرنے والوں کو جہنم کی آگ سے بچانے والی، انہیں جنت دلانے والی، فرشتوں کی طرف سے سلامتی کی دعا میں پانے کا ذریعہ، قیامت تک کے لئے اللہ کریم کی مدد حاصل کرنے کا سبب، جس کی خوشودی بروز قیامت والدین کو محشر کی ہو لانا کیوں سے بچا کر خوشیاں دلانے کی، بیٹی پر خرچ کرنا صدقة کرنے کی طرح ہے اور اس پر شفقت کرنے والا خوف خدا سے رونے والے کی مثل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث مبارکہ جن میں بیٹی کے مقام و مرتبہ کو بیان کیا گیا درج ذیل ہیں:

(1). عَنْ أَبْنَ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ وَلَدَتْ لِهِ اُنْثِي فَلَمْ يَعْدَهَا وَلَمْ يَهْنِهَا وَلَمْ يَؤْثِرْ وَلَدَهَا -يَعْنِي الْذَّكَرَ- عَلَيْهَا، أَدْخِلْهُ اللَّهُ بِهَا الْجَنَّةَ». (مستدرک، 5/248، حدیث: 7428)

جس کے بیباں بیٹی پیدا ہوا اور وہ متواتر سے کوئی تکلیف پہنچائے، نبی اسے برا جانے اور نہ بیٹی کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ کریم اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(2). عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبَلَّغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ «وَضَمَّ أَصَابِعَهُ». (صحیح مسلم، 4/2631، حدیث نمبر: 2027)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے دو لڑکیوں کی پروردش و تربیت کی بیباں تک کہ وہ بانوں کی تو وہ روز قیامت اس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ، (یہ کہہ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

## تعزیت نامہ

جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لا ہور کے ہونہا را ظیم فاضل اجل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شمعون بہادر جلالی صاحب زید شرفی کی والدہ محتشمہ حرمہ کے وصال پر ملاں پر ولی طور پر دکھکا اظہار کرتے ہیں۔ اس عظیم صدمہ پر آپ کے دکھ اور غم میں برابر کے شریک ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اور جمیع سو گواران کو صبر جیل عطا فرمائے اور رب کریم عز و جل اپنے فضل و کرم سے مر حومہ کی بخشش و مغفرت فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم  
منجانب: جملہ اساتذہ کرام صراط مستقیم تاج باعث لا ہور  
اور جمیع فضلاے جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لا ہور

# آپ کی زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف

## جامعہ جلالیہ ضمون نیم طہرہِ اسلام مركزِ صراطِ مستقیم

### معاشرے میں قرآن و سنت کا نور پھیلانے کے لئے ہمارا ساتھ دیں

الحمد لله عزو جل 1997ء سے مفکر اسلام کنز العلاماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب ”جامعہ جلالیہ رضویہ مذہبِ اسلام داروغہ والا ہو رجہ کا آٹھ کنال رقب پر اور مرکزِ صراطِ مستقیم تاج پاغ فیز ۱۱۱ لاہور جو کہ 3 کنال 12 مرلے پر بھیت ہے، ان دو اداروں کی سرپرستی فرمائی ہے۔ آپ کی محنت شادق کی بدولت عظیم اشان ادارے بن چکے ہیں۔ جس سے تقریباً 600 سے زائد علماء کرام جامعہ سے سند فراغت حاصل کر کے پاکستان اور مختلف ممالک میں تبلیغ دین اور درس و تدریس کا فریضہ سر انجام دے رہے ہیں۔

● اسلامی آفیسی تعلیمات کا علمبردار، علوم قرآن و سنت کا عظیم دینی ادارہ، تعلیمی، تربیتی، تحقیقی اور تصنیفی شعبہ جات کا گھوارہ، قلعہ اہل سنت مرکزِ صراطِ مستقیم کا قیام 2014ء تیر کے مہینے میں عمل میں لایا گیا۔

### نوت: تمام طلباء کرام کے لئے قیام و طعام اور تعلیم فری ہے

جامعہ ہذا کے مامانہ اخراجات تقریباً 15 لاکھ ہیں۔ جسمیں تقریباً 550 طلباء کے قیام و طعام کا انتظام اور ان کے تعلیمی اخراجات، اساتذہ کے وظائف، گیس اور بجلی، اور پانی کا مل، و دیگر ضروری اخراجات شامل ہیں۔ اور تعمیر کے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔

● جامعہ کے تمام اخراجات اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے فضل و کرم سے آپ لوگوں کے تعاون سے ہی پورے ہو رہے ہیں لہذا جامعہ مرکزِ صراطِ مستقیم آپ کے عطیات، زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف ہے۔ زکوٰۃ و خیرات اور عطیات دینے والے اور اشاعت دین کا درد رکھنے والے تمام خیر حضرات اس کا خیر اور دینی عمل میں اپنی زکوٰۃ و صدقات اور عشراء و فطرانہ مرکزِ صراطِ مستقیم میں جمع کرو اکر ثواب دارین حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے۔

رابطہ نمبرز 0314-4080026, 0302-4303623, 0301-6868657

نَبْغَارِ خَتَمِ نَبِيٍّ مَذْدُوَّبٍ

تَحْنِكَ لِبَيْكَ يَا سُولَ اللَّهِ كَرِيمَةَ

نَبْغَارِ خَتَمِ بَعْضِ نَبِيَّنَا مَذْدُوَّبَ

# النَّبِيُّ الْأَمِيُّ كَانْفُرْس

کے موقع پر

رَكْرَصَاطِ مُسْتَقِيمِ لَاهُورِ جَامِعَةِ جَالِيَّيْهِ حَسَوِيَّهِ مَظَاهِرِ الشَّيْلَادِ كَا

# نَجَارِي شَرَفِ وَحَدَّسَاتِ اِضْنَابِ

ایوانِ اقبالِ مولوی  
ای جردن روڈ  
25 جنوری 2025  
بڑی هفتہ بعد نمازِ مغرب

ان شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

درگ صبرت

شَفَعَ كَجَانِيَّهِ التَّفَيُّيَّ حَاجِ المَعْقُولِ مَلْتَقِيُّ

مُفْتَقِيُّ الْأَفْيُضِ

مُحَمَّدُ فَضْلُّ الْمَرْزُ مُحَمَّدُ بَنْدِيَالِوِي

بَلَقِي وَمَهَقَّيَّهُ

جَامِعَ مَظَاهِرِ الشَّيْلَادِ

ڈاکٹر مُحَمَّدُ شَرَفِ آصفُ جَالَّا

PhD Punjab University

خُلَمَانِ کے  
پُنْسَکَہ  
انتِباہِ گواہ

0322-8494666  
0301-6868657  
0304-2222779

تَحْنِكَ لِبَيْكَ يَا سُولَ اللَّهِ كَرِيمَةَ

LIVE  
I/@TheDrJalali

یا غَنِيَّهِ مَرْزُ مَلْتَقِيُّهُ مَهَقَّيَّهُ

بَلَقِي وَمَهَقَّيَّهُ